نومبر 2011ء
ذی الحج 1432ھ

ماہنامہ المرشد

اللہ
رسول
محمد

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب
کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ

(سنن ابی داؤد، باب فی الرجل یذکر اللہ تعالی غیر طهر)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ
رسول صلی اللہ وعلیہ وسلم ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

عبادات قائم رہیں گی تو معاملات درست ہوں گے۔ عبادات چھوٹ جائیں گی تو معاملات بھی خراب ہو جائیں گے۔

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

تصوف

نسبت اویسیہ اور ذکر

نسبت اویسیہ براہ راست اور قریب ترین نسبت ہے نبی کریم ﷺ کے ساتھ۔ تو اس لئے اس میں آمد کا کوئی حساب نہیں ہے اس کنویں میں پیچھے سے آنے والے پانی کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا۔ تو مشائخ عظام نے سیراب ہونے والی کھیتی کے لئے سیراب ہونے والے دل کے لئے یہ طریقہ تجویز فرمایا کہ نہایت تیزی سے نہایت قوت سے سانس لی جائے اور جتنی ہو سکے خون میں اتنی حرارت اور حدت پیدا کی جائے تاکہ ایک ہی ذکر میں صرف ایک نہیں، بلکہ سارے لطائف منور ہو جائیں۔ تو سانس اس غرض سے تیزی سے لی جاتی ہے تو پھر یہ وجود کی حرکت کا ایک ردم بن جاتا ہے۔ سانس کا ایک ردم بن جاتا ہے، اس کے ساتھ عقل اور شعور اور ذہن کی توجہ اس طرف ہو جاتی ہے کہ سانس میں اللہ اندر جا رہا ہے اور لفظ ''ھو'' باہر آ رہا ہے یعنی سانس میں ''اللہ ھو'' بنتی نہیں سانس ہم تیزی سے بے تکلف لیتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہمارا دماغ ''ہماری عقل'' ہمارا شعور یہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ ہر سانس میں لفظ اللہ اندر جا رہا ہے، لفظ ''ھو'' ''باہر'' آ رہا ہے تو اس طرح سے وجود کی حرکت، سانس کی آمد و رفت اور انسان کی سوچ اور فکر مل کر ایک مضبوط توجہ پیدا کر دیتے ہیں ذکر قلبی کا۔ جب تک یہ تینوں ایک انداز ے سے مل نہ جائیں تب تک ذکر میں لطف پیدا نہیں ہوتا۔

فرمایا۔ جو لوگ اس فن سلوک کو نہیں سمجھتے، اب ایک آدمی موٹر چلانا ہی نہیں جانتا، موٹر کے فن کو نہیں جانتا وہ کہے کہ اس کا ادھر سے دھواں کیوں نکلتا ہے اور ادھر پاؤں کو کیوں رکھتے ہیں ادھر ہاتھ کیوں لگاتے ہیں۔ اسے کیا خبر پاؤں کیا کرتا ہے۔ ہاتھ کیا کرتا ہے، دھواں کہاں سے نکلتا ہے، تیل کہاں ڈالا جاتا ہے وہ خواہ مخواہ باتیں کرتا رہتا ہے۔ جب تک اس فن کو سمجھے نہیں، جانے نہیں تب تک بات کرنے کا کیا فائدہ۔ تو ایسے اعتراضات کے جواب اس لئے نہیں دیئے جاتے کہ معترض اس فن سلوک سے واقف ہی نہیں ہوتے تو انہیں نہ سوال کرنے کا اندازہ ہوتا ہے اور جواب دیتے رہو تو ان کی سمجھ سے جواب بھی بالاتر ہوتا ہے۔ کسی بھی فن کو سمجھنے کے لئے اس پر اعتراض کرنے یا اس کا جواب پانے کے لئے اس فن کا حصول ضروری ہوتا ہے۔

بانی حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
سرپرست حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

المرشد

نومبر 2011ء ذی الحجہ 1432ھ
جلد نمبر 33 | شمارہ نمبر 03
مدیر محمد اجمل
سرکولیشن منیجر: محمد اسلم شاہد
قیمت فی شمارہ 35 روپے
PS/CPL#15

فہرست

اداریہ	ابوالاحمدین	3
کلام شیخ	سیماب اویسی	4
اقوال شیخ	انتخاب	5
فلسفہ قربانی	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	7
اسلامی مشرق میں کمال کا معیار	سید ابوالحسن علی ندوی	14
مسائل السلوک	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	21
من الظلمت الی النور	خالد بٹ لاہور	30
اکرم التفاسیر	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	36
شیخ المکرم کی مجلس میں سوال اور ان کے جواب		44
Attention of Shaikh		53
Hayat-e-Javidan	Abul Ahmadain Translation: Naseem Malik	56

بدل اشتراک

پاکستان	350 روپے سالانہ
بھارت ، سری لنکا ، بنگلہ دیش	1200 روپے
مشرق وسطی کے ممالک	100 ریال
برطانیہ ، یورپ	35 سٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
افریقہ اور کینیڈا	60 امریکی ڈالر

انتخاب جدید پریس لاہور 0423-6314365 ناشر: عبدالقدیر اعوان

سرکولیشن و رابطہ آفس: ماہنامہ المرشد 17 اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔
Ph:042-35182727, Fax: 042-35180381, email: monthlyalmurshed@gmail.com

مرکزی دفتر: دارالعرفان ڈاکخانہ منارہ ضلع چکوال۔
Ph: 0543-562200, Fax: 0543-562198, email: darulirfan@gmail.com

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرز تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

تقویٰ کے اوصاف

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ایمان باللہ اور حضور باری کے اس اثر کو دیکھو کہ جن چیزوں پہ کافر جان دیتے ہیں وہ ان سب چیزوں کو اللہ کے حکم پر نثار کرتا ہے اگرچہ انفاق کا ترجمہ ادائے زکوۃ اور صدقات کیا جاتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تو فرائض وواجبات کی سی بات نہیں بلکہ عملی زندگی کے معاشی پہلو پہ بات ہو رہی ہے۔

یہ صرف معاشیات ہی ہیں جو انسانی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ ہیں جو چوری چکاری، سود ورشوت کا سبب ہیں جن کی اصلاح تمام مکاتب فکر کے ماہرین چاہتے ہیں بلکہ یہ ایک تمدن کا حصہ ہے اور قران کریم نے اس کی اصلاح کا جو طریقہ اختیار فرمایا ہے وہ ان سب سے الگ ہے یعنی وہ خرچ اللہ کے حکم کے مطابق کرتے ہیں ظاہر ہے جس شخص کو اللہ کے قانون کے مطابق خرچ کرنا ہوگا اسے غلط راستے سے کمانے کی کیا ضرورت ہے پھر یہاں تو بات سیدھی سی ہے کہ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یعنی اس رزق میں سے جو ہم انہیں دیتے ہیں کہ جب دینے والا اللہ ہے تو حصول زر کے لئے ناجائز ذرائع کی کیا ضرورت؟ ظاہر ہے کہ صرف انسانی نقطہ نظر کا فرق ہے ورنہ جب رزق اللہ کی طرف سے ہے تو یقیناً وہی ملے گا جو مقرر ہے چاہے چوری کرے، چاہے تو مزدوری کرے اور پھر انسان کو تمام چیزیں اللہ کی طرف سے بطور رزق ہی ملی ہیں جسم وجان، عقل وخرد، قوت وطاقت، علم وہنر ہر کمال اللہ کی طرف سے ہے اور اس کا مصرف اللہ کی راہ میں اور اللہ کی رضا کے لئے ہے یہ صرف حکایت نہیں بلکہ تاریخ عالم اس مقدس معاشرے کی گواہ ہے جو اس طرز پر تعمیر ہوا اور جس کے آثار اب بھی باقی ہیں اور جو انشاء اللہ تاقیامت رہیں گے۔

اس میں تصوف کے لئے بھی اشارہ ملتا ہے کہ جس قدر بھی چیزیں اللہ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں ان سب میں تصوف قیمتی دولت ہے اسے چھپا کر نہ رکھے بلکہ اللہ کی مخلوق تک پہنچائے۔ ایک مسلمان جس طرح حصول رزق کے لئے حلال وحرام کا مکلف ہے اُسی طرح خرچ کرنے کے معاملے میں بھی اس کی کوئی پائی مرضیات باری کے خلاف خرچ نہ ہو۔ اور یہی وہ سنہری اصول ہے جسے سوائے اسلام کے کسی نے بیان نہیں کیا۔ حالانکہ یہ سب سے مؤثر ہے کہ جب اخراجات محدود و مقرر ہوں گے تو بے حد آمدنی کی خواہش بھی نہ ابھرے گی اور یہ سب اس وقت ہوگا جب انسان کلی طور پر اطاعت رسول ﷺ اختیار کرے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط

ایک انسان کا قتل بلاقصاص یا زمین پر فساد پھیلانا گویا دنیا بھر کے انسانوں کا قتل ہے

شہر کراچی میں انسانی قتل وخون کا تذکرہ مختلف النوع اصطلاحات سے کیا جاتا ہے جیسے بوری بند لاشیں' سر بریدہ لاشیں' ٹارگٹ کلنگ اور ٹارگیٹڈ کلنگ وغیرہ۔قرآن میں ایک مقام پر فرعون کا تذکرہ "ذُوالْاَوْتَاد" کے الفاظ میں کیا ہے یعنی میخوں والا فرعون جو قتل سے پہلے ہاتھ پاؤں میں میخیں گاڑ دیا کرتا تھا اور اب یہی حال فراعین کراچی کا بھی ہے۔اس بربریت کا مقصد یہ ہے کہ فریق مخالف پر دہشت طاری ہو اور یہ دہشت صرف کراچی ہی میں نہیں بلکہ پورے ملک کی فضا میں سرایت کر چکی ہے۔

اس خون ریزی کو روکنے کے لئے ارباب اقتدار اور کراچی کی سرکردہ سیاسی اور غیر سیاسی شخصیات کے مابین گفت وشنید کا عمل بھی جاری رہتا ہے' کبھی گورنر ہاؤس میں' کبھی وزیر اعلیٰ کے حضور' کبھی نائن زیرو پر' کبھی اعلانیہ اور کبھی خفیہ جس کے نتیجے میں معاہدات طے پاتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں۔ان مذاکرات کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ قتل کے اعداد وشمار مذاکرات اور معاہدوں کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں' گویا اس کے بڑھنے اور کم ہونے کی نسبت ان فریقین سے بھی ہے جو ان معاہدوں کا حصہ ہوتے ہیں۔اس وقت اگرچہ قتل وغارت میں کچھ کمی نظر آتی ہے لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ صورت حال کب تک برقرار رہے گی؟ ہمارا میڈیا ہر وقت کسی نہ کسی تجزیہ میں مصروف رہتا ہے لیکن کیا کبھی اس حیرت انگیز مماثلت کا تجزیہ کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے؟ سپریم کورٹ میں پیش ہونے والی ایک رپورٹ میں ایک مشہور دہشت گرد کا تعلق ایک سیاسی جماعت سے بتایا گیا لیکن بیسیوں قاتل جو روزانہ پکڑے جاتے ہیں اور جن کے بارے میں کہہ دیا جاتا ہے کہ ان کا تعلق بھی کسی نہ کسی گروہ سے ہے۔اس گروہ یا سیاسی جماعت کا نام صیغہ راز میں ہی کیوں رہنے دیا جاتا ہے؟ عوام کو بتایا جائے کہ کراچی میں انسانی خون سے ہولی کھیلنے والوں کی پشت پر کون لوگ ہیں؟

حضرت امیر المکرم مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ ووٹ دینے کا نتیجہ صرف الیکشن میں کسی شخص کی کامیابی اور ناکامی تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ جن لوگوں کے ووٹ سے یہ شخص ایوان اقتدار میں پہنچتا ہے' وہ اس کے دور اقتدار میں کیے جانے والے تمام اقدام میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔یہ ایسا گناہ بے لذت ہے کہ کرپشن تو کوئی کرے لیکن اس کے ساتھ سزا میں وہ لوگ بھی شریک ہوں جنہوں نے کوئی مفاد حاصل نہ کیا ہو' انسانی قتل میں ملوث کوئی ہو لیکن ووٹ کے ذریعہ اس کو طاقت کے مست ہاتھی پر بٹھانے والے بے ضرر ووٹر بھی اُس کے جرم کی پاداش میں دنیا میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں اور عاقبت میں جہنم کا ایندھن بنیں۔ٹارگٹ کلرز یقیناً خوفِ خدا اور خوفِ آخرت سے بے نیاز ہوں گے لیکن ایسے لوگوں کی سرپرستی کرنے والے سیاسی عناصر کو ووٹ کے ذریعہ قوت بخشنے والے سادہ عوام خوفِ خدا بھی رکھتے ہیں اور خوفِ آخرت بھی۔اب یہ حکومت اور ہماری عدلیہ کی ذمہ داری ہے کہ ان عناصر کو بے نقاب کیا جائے اور عوام کو بتایا جائے کہ کراچی میں بہنے والا خون کن لوگوں کی گردن پر ہے؟

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا

(اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس کی لعنت (رحمت سے دوری) ہوگی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔سورۃ النساء آیت 93)

ابوالاحمدین

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان' سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر — نشانِ منزل

کون سی ایسی بات ہوئی ہے — سوچ سمندر

متاعِ فقیر — آس جزیرہ — دیدہ تر

اس بارے میں ڈاکٹر اجمل نیازی لکھتے ہیں:

''اپنی آسودگی کے لئے وہ ذکر کرتے ہیں فکر کرتے ہیں اور شعر بھی کہتے ہیں یہ ان کے فرصت کے لمحوں کی فراست ہے۔ فراختوں کو فروغ دینے کیلئے یہ مشغلہ انہوں نے اختیار کیا ہے شاید وہ ریلیکس ہونا چاہتے ہیں تو شعر کہتے ہیں لوگ اس کام کے لئے تفریح کے کیا کیا سامان ڈھونڈتے ہیں مگر ملک صاحب کی تفریح بھی ترفع سے خالی نہیں ان کی شاعری ان کے اعلیٰ وارفع معمولات کا ایک ہلکا پھلکا روپ ہے ان کی شاعری کے علاوہ بھی کچھ ہے اس شاعری سے کچھ لینے کے لئے حضرت اکرم صاحب کے پاس کچھ دیر بیٹھنا بہت ضروری ہے پھر پڑھنے والوں کو ایک اور ہی لطف آئے گا۔''

الفت کی تیری چھاؤں نے محفوظ کردیا
دل کو دکھوں کی دھوپ سے، غم کے غبار سے

اغیار کے ستم سے جو مارے نہ جاسکے
مارے گئے وہ راہ محبت میں پیار سے

کس سادگی سے پوچھتے ہیں میرے دل کا حال
بوتے رہے سدا جو میری رہ میں خار سے

باتوں میں تیری آگئے سچ جان کر انہیں
کرتا رہا تو پیار کے بھی کاروبار سے

چاہا ہے ہم نے ٹوٹ کے تجھ کو اے جانِ جاں!
تھکنے نہ پائیں گے کبھی ہم انتظار سے

ڈوبے گی ناؤ جس میں بھی کردو ہمیں سوار
ہم سے نہیں ہمارے گناہوں کے بار سے

سمجھا چکے بہت مرا دل مانتا نہیں
آنکھیں پروتی رہتی ہیں اشکوں کے ہار سے

ہم کو نہ دے فریب کوئی اب کبھی فقیر
مارے ہوئے ہیں پہلے کے ہم اعتبار سے

''کون سی ایسی بات ہوئی ہے'' سے اقتباس

اقوالِ شیخ

☆ اللہ ضرورت سے پاک اور احتیاج سے منزہ ہے اس کے باوجود تمہاری اطاعت ایک بہترین قرض ہے جو اللہ نے اپنے ذمہ کر لیا ہے۔ وہاں اس کا اجر اپنی شان کے مطابق لوٹائے گا۔

☆ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں ناقص: جو پانی پر بھی صبر نہ کر سکے اور پیچھے رہ گئے۔ کامل: جو دنیاوی نعمتوں پر صبر کرتے ہوئے آگے بڑھے اور اکمل: جو ان کے لیے بھی ثابت قدمی کا باعث بنے۔

☆ محبت و خلوص صرف اور صرف دین اسلام کی برکات سے ہے۔ محبت اغراض سے پاک ہوتی ہے اسی لیے حقیقی محبت اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ اور جہاں لوگوں سے تعلق اللہ کے لیے ہو وہاں کوئی تفرقہ نہیں ہوتا۔

☆ اصول دین ہمیشہ واضح اور غیر مبہم ہوتے ہیں۔ وہاں اختلاف کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ رہے فروعات تو ان میں بھی اگر نفسانیت سے علیحدہ ہو کر دیکھیں تو کوئی تعارض نہیں۔

☆ ایمان ایک نور ہے جو قلب میں پیدا ہوتا ہے اور کفر وہ ظلمت ہے جو قلب پر چھا جاتی ہے۔

☆ ایمان کا مصدر سینۂ اطہر رسول ﷺ ہے اور ہر مسلمان کے دل میں وہاں سے نور مترشح ہوتا ہے جس میں اتباع و اطاعت سے زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے۔

☆ ذاتِ باری کسی پر خواہ مخواہ عذاب مسلط نہیں فرماتی بلکہ لوگ کسب کر کے عذاب کماتے ہیں۔ اے کاش! جو مشقت دخولِ نار کے لئے کی جاتی ہے وہ حصول قرب الٰہی کے لئے کی جاتی۔

☆ نفسِ ایمان تو سب کو حاصل ہے کمالِ ایمان یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ طالب رضائے باری رہے۔ اللہ سے اللہ ہی کو مانگے۔ غیر اللہ پہ نگاہ نہ ٹھہرے۔

ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ بندے کو اپنے کچھ نہ ہونے اور اللہ کے سب کچھ ہونے کا احساس ہو جائے۔

ذاتِ باری کے معاملے میں اپنے نہ ہونے کا ادراک ہو جائے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں سب کچھ وہ ہے۔

شیخ المکرّم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

طریقہ ذکر

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ

مکمل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ہر سانس کی آمد و رفت پر اس طرح گرفت ہو کہ ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ قلب پر لگے۔ دوسرے لطیفے کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ دوسرے لطیفے پر لگے۔ اسی طرح تیسرے چوتھے اور پانچویں لطیفہ کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ اس لطیفہ پر لگے جو کیا جا رہا ہو۔ دیئے گئے نقشے میں انسان کے سینے، ماتھے اور سر پر لطائف کے مقامات بتائے گئے ہیں جن کا خیال کر کے ذکر کیا جاتا ہے۔

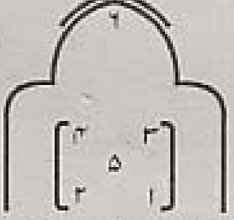

چھٹے لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پیشانی سے نکلے۔

ساتویں لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پورے بدن کے ایک ایک مسام اور خلیہ سے باہر نکلے۔

ساتویں لطیفہ کے بعد پھر پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ سب سے پہلے بیان ہوا ہے۔ ذکر کے دوران سانس تیزی اور قوت سے لیا جائے اور ساتھ ہی جسم کی حرکت جو سانس کے تیز عمل کے ساتھ خود بخود شروع ہو جاتی ہے۔ پورا خیال رہے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ توجہ قلب پر مرکوز اور ذکر کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

رابطہ: ساتوں لطائف کے بعد رابطہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے۔ ساتویں لطیفہ کے بعد پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے اور پھر رابطہ کے لئے سانس کی رفتار کو طبعی انداز پر لا کر ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' قلب کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ عرش عظیم سے جا ٹکرائے۔

فلسفۂ قربانی

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ○

ہمارا روزانہ ہر جمعہ کا معمول تو ہے کہ تسلسل سے قرآن کریم پڑھ رہے ہیں لیکن اس جمعے کو ایک عجیب اور انوکھا سا سوال آیا اور وہ ہے مسلمان کیلئے قربانی ضروری کیوں ہے؟ کہا یہ گیا ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ بے شمار جانور ذبح کریں یہ پیسے بچالیں اور اسے جمع کر کے سیلاب زدگان کو دیں ان کے دکھوں کا مداوا ہو جائے گا ان کی کچھ امداد ہو جائے گی یہ جانور ذبح کرنے کا کیا فائدہ؟

یہ باتیں پہلے بھی کہی جاتی رہی ہیں آٹھ دس سال پہلے یہ شور چلا تھا کہ جتنے جانور ذبح کیے جاتے ہیں ان کی رقم جمع کی جائے تو ملک میں کئی یورنیورسٹیاں بن سکتی ہیں اس سوال کی بنیاد کیا ہے اور یہ سوال کہاں پیدا ہوتے ہیں؟ یہ کام باقاعدہ منظم طریقے سے یہودی اور عیسائی حکومتیں مل کر کرتی ہیں انہوں نے مغرب میں ایسے ادارے بنائے ہیں جو اپنے ملک کے لوگوں کو بھی اور مختلف ممالک کے لوگوں کو بھی پڑھاتے ہیں وظیفے بھی دیتے ہیں انہیں پیسے دیتے ہیں جس کے نتیجے میں دین کو مشکوک بنانے کی کوششیں کی جاتی ہیں اور خاص کر ان مسائل میں اختلافی مسئلے پیدا کرتے رہتے ہیں جو ثانوی درجے کی باتیں ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ عملی زندگی کو چھوڑ کر استخاروں کے پیچھے پڑ گئے ہیں کہ ہاں جی استخارہ کر کے بتاؤ۔ اور پھر اس کا بھی عجیب طریقہ ہے کہ فون پر بات بتاؤ تو وہ اسی وقت استخارہ کر کے آپ کو ٹی وی پر بتا دیتے ہیں یہ ساری وہی خرافات ہیں جن پر مغرب میں کام کیا جاتا ہے۔ کبھی وضو کے مسائل میں اختلاف، کبھی مسح جرابوں پر کرنا ہے کہ نہیں، جراب کتنی پتلی یا موٹی ہوگی اس طرح کے چھوٹے چھوٹے مسائل میں اختلاف پیدا کرتے ہیں تاکہ لوگ اصل سے ہٹ کر ان اختلافی مسائل میں الجھ جائیں۔ پہلے برطانیہ میں خفیہ جگہوں پر ایسے ادارے بنے ہوتے تھے۔ امریکہ کینیڈا میں اب وہ خفیہ نہیں رہے وہ بھی سامنے ہیں اور اب ان کے تربیت یافتہ لوگوں نے اب مسلم ممالک میں بھی اپنے اڈے بنالیے ہیں۔ پاکستان میں بھی ایسے ادارے ہیں جنہیں مالی طور پر مکمل تعاون وہاں سے ملتا ہے اور یہاں اختلافی مسائل پھیلاتے رہتے ہیں اور علماء انہیں گرفت بھی کرتے ہیں ان کے خلاف کتابیں بھی چھپتی ہیں مضامین بھی چھپتے ہیں اور علماء اپنا حق ادا کرتے رہتے ہیں کہ لوگوں کو بتاتے رہیں۔ انہی سے یہ ایک اختراع بھی ہے کہ قربانی کے پیسے جمع کر کے سیلاب زدگان کو دیے جائیں بھلا کسی نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ دن

میں جتنے کپ چائے کے پیتے ہیں ان میں سے ایک کم کر دیں۔ بیس اکیس کروڑ کی آبادی ہے اکیس کروڑ کپ چائے کی قیمت کیا بنتی ہے آجکل آٹھ دس روپیہ کا ایک کپ ہے تو اکیس کروڑ سے ضرب دیں تو ایک کپ چائے اگر ساری قوم چھوڑ دے دن میں دس پیتا ہے تو نو پی لے، پانچ پیتا ہے چار پی لے تو کیا فرق پڑتا ہے کوئی نہیں فرق پڑتا۔ کم از کم ہمارے ملک میں پاکستان میں کم و بیش چار سے پانچ کروڑ سالانہ کا غیر ملکی تمباکو پیا جاتا ہے اس پر کسی نے نہیں سوچا کہ یہ تھوڑا سا کم کر دیں۔ جتنی چیزیں خواتین کے میک اپ کی باہر سے منگوائی جاتی ہیں اربوں روپے کی درآمد ہوتی ہے وہ میک اپ تھوڑا سا کم کر دیں وہ پیسے سیلاب زدگان کو دے دیں کسی نے نہیں سوچا۔ پانچ پانچ چھ چھ لاکھ کے سوٹ ہمارے طبقہ امراء بنواتے ہیں آخر تن ہی ڈھانکنا ہے اس سے دو لاکھ کم کر دیں پانچ کانہ بنوائیں تین کا بنوائیں یہ نہیں کسی نے سوچا کہ یہ کم کر کے اُدھر دیا جاسکتا ہے اور بے شمار شادیاں ہوتی ہیں دعوتیں ہوتی ہیں روزمرہ کا کھانا ہوتا ہے اتنا کھانا انسانوں کے کام نہیں آتا جتنا ضائع ہو جاتا ہے وہ کھانا جو آپ زائد پکاتے ہیں ذرا شادی کا ایک فنکشن آپ کم کر دیں اور وہ پیسے آپ انہیں دے دیں ضائع نہ کریں۔ تھوڑا پکا لیں جو بچ جائے گا وہ آپ انہیں دے دیں۔ یہ تو کسی نہیں سوچا صرف یہ سوچا کہ قربانی نہ کی جائے۔ قربانی دین کا رکن ہے مسلمان کیلئے قربانی اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کا حکم ہے میں نے وہ آیات مبارکہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا پہلی آیت میں فرمایا:

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کہہ دیجئے کہ میری عبادت، میری صلوٰۃ، میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کیلئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ دوسری آیت کریمہ آخری پارے کی ہے فرمایا فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اپنے اللہ کی عبادت کر اور قربانی کر۔ نحر کہتے ہیں اونٹ کی قربانی کو کہ عرب میں اکثر قربانی اونٹ کی کی جاتی تھی نحر ایک خاص طریقے سے اونٹ کو ذبح کرنے کو کہتے ہیں کہ ایک نیزہ اس کی گردن کے نیچے اس طرح تکبیر پڑھ کر مارا جاتا ہے جس سے وہ گرے پھر اس کی گردن خون نکالنے کے لیے کاٹ دیتے ہیں۔ اس سے وہ ذبح ہو جاتا ہے اسے نحر کہتے ہیں۔ قرآن حکیم کو سمجھنے کیلئے کسی لغت یا ڈکشنری کی ضرورت نہیں۔ قرآن اگر لغت اور ڈکشنری سے حل کرنا ہوتا تو ہر بندے کو اللہ ایک کتاب دے دیتا صبح اُٹھتا تو اک کتاب سرہانے پڑی ہوتی لیکن قرآن صرف محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور خود قرآن میں اصول فرمایا گیا لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ آپ کا منصب جلیلہ ہے کہ لوگوں کو بتائیں کہ ان کی طرف کیا نازل کیا گیا اس کا مفہوم کیا ہے؟ اب ان آیات کا مفہوم وہ ہوگا جو حضور ﷺ نے بتایا، جو حضور ﷺ نے عمل کیا، جو صحابہؓ نے سیکھا، جس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمل کیا حضور ﷺ قربانی کرتے تھے اور تفصیل بھی ملتی ہے کہ دو مینڈھوں کی قربانی فرمایا کرتے تھے تمام صحابہ جن میں استعداد تھی سب کرتے تھے۔ قربانی مدینہ منورہ میں بھی کرتے تھے اور چار دانگ عالم میں چودہ صدیوں سے امت مسلمہ یہ قربانی کرتی چلی آرہی ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے صاحب نصاب ہے اس کیلئے واجب لکھتے ہیں۔ اسے ضرور کرنی ہے اور جو صاحب نصاب نہیں لیکن جانور ذبح کرسکتا ہے زکوٰۃ اس پر فرض نہیں لیکن قربانی کے وقت اس کے پاس اتنا ہے کہ دنبہ ایک بکرا یا ایک حصہ ملا کر سکتا ہے تو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ بھی ضرور کرے۔ یہ وہ سنت ہے جس پر حضور ﷺ نے ہمیشہ عمل کیا یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور ﷺ کے وصال کے بعد دو جانور ذبح کیا کرتے تھے تو کسی نے عرض کی حضرت! آپ

دو جانور ذبح کرتے ہیں فرمایا اس لیے کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا تھا اے علی! میرے بعد بھی میرے لیے قربانی کرتے رہنا۔ فرمایا! ایک اپنا جانور ذبح کرتا ہوں اور ایک حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنے کیلئے قربانی دیتا ہوں۔ اور اس میں بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ جو بندہ دنیا سے چلا جائے اس کی طرف سے آپ قربانی دیتے ہیں تو وہ گوشت خود نہ کھائیں سارا غریبوں میں بانٹ دیں جو اپنی قربانی کرتے ہیں اس میں خود بھی کھائیں دوستوں کو بھی کھلائیں رشتہ داروں کو بھی دیں غریبوں کو بھی دیں لیکن وہ قربانی جو کسی ایسے شخص کی طرف سے دی جائے جو دنیا میں موجود نہ ہو، دنیا سے گذر چکا ہو وہ ساری مساکین میں تقسیم کر دے اسے خود نہ کھائے۔ اب اس کا فلسفہ کیا ہے؟ ہر عبادت کے پیچھے ایک فلاسفی ہے عبادات دین کا اہم جزو ہیں۔ عبادات کو چھوڑ کر دین تو دین نہیں رہتا عبادات ہی واحد ذریعہ ہیں جو بندے کا تعلق اللہ کریم سے قائم رکھتی ہیں وہ تعلق ہوتا ہے تو عبادات بھی قائم رہتی ہیں تعلق ہوتا ہے تو اطاعت کرنے کی توفیق بھی ہوتی ہے اگر وہ تعلق ٹوٹ جائے تو بندہ بات نہیں مانتا جب کسی کو جانتے ہی نہیں اس کی عظمت سے آشنا ہی نہیں تو اس کی بات آپ کیوں مانیں گے۔ تو عبادات دین کا ضروری حصہ ہیں کہ عبادات سے بندے کا تعلق اللہ سے قائم رہتا ہے وہ برکات الٰہی رحمت الٰہی وصول کرتا ہے اس کی وجہ سے اسے دین پر عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اب تو سائنس بہت چیزیں منکشف کرتی چلی جارہی ہے اللہ کی شان ہے کہ جس قدر اعتراضات ہوتے ہیں اس قدر سائنسدانوں کو بھی آگے بڑھا دیتا ہے اور وہ سائنسی اعتبار سے تصدیق کرتے چلے جاتے ہیں آج کا سائنسدان کہتا ہے کہ ہر عمل سے یا روشنی یا تاریکی، دو میں سے ایک چیز نکلتی ہے جو اس بندے کو گھیرے رکھتی ہے اور اسے سائنس کی زبان میں انگریزی میں aura کہتے ہیں پہلے تو صوفی یہ بتاتے تھے کہ ہر عمل سے یا نور پیدا ہوتا ہے یا ظلمت اور اس بندے میں اگر وہ نیک ہے تو اس میں نورانی کیفیات ہوتی ہیں پاس بیٹھنے والے بھی نیک ہو جاتے ہیں بدکار ہے تو اس کے پاس ظلمت ہوتی ہے جو اس کے پاس بیٹھتے ہیں وہ بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بخاری شریف میں حضور اکرم ﷺ کے ارشاد عالی کا مفہوم ہے نیک آدمی کی صحبت ایسی ہے جیسے آپ کسی عطار کی دوکان میں بیٹھتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ آپ کوئی خوشبو خرید لیں، خریدیں نہیں تو ہوسکتا ہے وہ روئی پر لگا کر آپ کو دے دے اتنا بھی نہ ہو تو جتنی دیر بیٹھے رہیں گے اتنی دیر چونکہ فضا معطر ہے تو آپ خوشبو سے مستفید تو ہوتے رہیں گے فرمایا نیک آدمی کے پاس بیٹھنے کی مثال ایسی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بدکار آدمی کے پاس بیٹھنے کی مثال ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی پہ جا کر بیٹھیں تو کوئی آگ کا انگارہ یا گولہ اڑے گا کپڑے جلا دے گا یا ہاتھ منہ جلا دے گا اگر اس سے بچ گئے تو جتنی دیر بیٹھے رہیں گے آگ کی تپش اور دھواں تو آتا رہے گا تکلیف تو ہوتی رہے گی۔ اس کیفیت کو جو حضور ﷺ نے فرمائی آج سائنس بتاتی ہے کہ ہر عمل کا ایک اثر ہوتا ہے اور ایک حلقہ سا اس بندے کے وجود کے گرد بن جاتا ہے جیسے انگریزی میں Aura کہتے ہیں وہ ایک حلقہ ہوتا ہے اگر کوئی آدمی اس کے پاس آکر بیٹھتا ہے اور اگر وہ اس سے طاقت ور ہے تو اس کے گرد جو حلقہ ہے یہ اس سے متاثر ہوتا ہے اور اگر یہ طاقت ور ہے تو وہ اس سے متاثر ہوتا ہے اور اگر وہ نیکی کرے تو پاس بیٹھنے والا بھی متاثر ہو کر نیکی کرتا ہے اور اگر برائی کرتا ہے تو وہ بھی مائل ہو کر برائی کرتا ہے یہی بات قرآن کریم نے فرمائی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ اللہ کی عبادت برائی اور بے حیائی سے روک دیتی ہے اس سے ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ برائی کرنے کو دل نہیں کرتا برائی سے رک جاتا ہے بے حیائی کے کام کرنے کو اس کا جی نہیں چاہتا رک جاتا ہے۔

اس طرح قربانی کے پیچھے بھی ایک فلسفہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے۔ اور یہ حضور ﷺ نے اختیار فرمائی اس پر عمل فرمایا اور وصیت فرمائی حضرت علیؓ کو کہ میرے دنیا سے وصال کے بعد قربانی کرتے رہنا۔ ہر مسلمان کیلئے پیغام ہے کہ جن کے پاس توفیق ہے وہ اپنی طرف سے قربانی دیں حضور ﷺ کی طرف سے بھی قربانی دیں۔ یہ کہاں سے شروع ہوئی ابراہیم علیہ السلام کو آخری عمر میں اولاد نصیب ہوئی جب فرشتوں نے آکر بشارت دی جو لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کرنے کیلئے نازل ہوئے تو پہلے ابراہیم کے پاس آئے لمبا قصہ ہے اس تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا تو اس وقت بعض علماء کے نزدیک آپ کی عمر 120 برس اور اہلیہ کی عمر 90 برس تھی جب فرشتوں نے بشارت دی اللہ کریم آپ کو اولاد دے گا تو انہوں نے حیران ہو کر ماتھے کو ہاتھ لگا کر کہا کہ یہ کیسے ہوگا قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ط اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ○ (ھود آیت نمبر 72) میں بوڑھی ہوں اور بے اولاد بھی میرے میاں بھی بہت بوڑھے ہوگئے ہیں میں بوڑھی بھی ہوں اور میں ساری عمر بے اولاد بھی رہی ہوں تو فرشتوں نے عرض کی قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ط اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ (ھود آیت 73) کہ آپ اللہ کے حکم پر کیوں حیران ہوتی ہیں وہ تو قادر ہے جب چاہے جو چاہے کرے تو انہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا ہوئے اور جب ننھے بچے تھے تو ہجرت کا حکم ہوا بیت اللہ کے قریب چھوڑنے کا حکم ہوا وہ سفر کرتے کرتے وہاں پہنچے جہاں جبرئیل علیہ السلام نے نشاندہی کی۔ چونکہ طوفان نوح کے بعد بیت اللہ کی عمارت ختم ہو چکی تھی لہذا جبرئیل علیہ السلام نے بنیادوں کی نشاندہی کی آپ جبرئیل علیہ السلام کی نشاندہی پر وہاں پہنچے یہ سارا قصہ روز بیان ہوتا ہے کہ وہاں پہنچے پھر وہ پیاس سے بے تاب ہوئے۔ مائی صاحبہ صفا مروہ پہ دوڑیں اور جہاں اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم مبارک تھے وہاں سے زم زم کا چشمہ پھوٹا جو ابھی تک جاری ہے جسے حضور ﷺ نے شفا فرمایا۔ فرمایا زم زم صرف شفاء کیلئے نہ پیا کرو بلکہ پیٹ بھر کے جتنا پیٹ میں آسکتا ہے اتنا پیا کرو یہ غذا بھی ہے اور شفا بھی۔ ہر مرض کی شفاء ہے اور پھر جب وہ چھوٹے سے بچے تھے بھاگنے دوڑنے لگے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ (الصّٰفّٰت 102) قرآن نے عمر نہیں بتائی ایک کیفیت بتائی ہے جب وہ اپنے والد کے ساتھ بھاگنے دوڑنے کے قابل ہوئے۔ تین سال کا بچہ بھی بھاگتا ہے تو جب وہ بھاگنے دوڑنے کے قابل ہوئے ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اسے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل تھے اور خلت دوستی ہوتی ہے دوستی محبت کا نام ہے محبت کے رشتے کا نام ہے بلکہ ایک خاص کیفیت کا نام ہے اللہ کریم تو جانتا ہے اس نے ساری دنیا کو دکھانے کیلئے کہ میرے دوست کو مجھ سے کتنی محبت ہے حکم دیا کہ اپنا ہی محبوب بیٹا میری راہ میں ذبح کر دو وہ بیٹا بھی عام نہیں تھا وہ بھی اللہ کا رسول" تھا اور اس کے ماتھے میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نور بھی چمک رہا تھا ان ہی کی پشت سے محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو جب انہوں نے خواب دیکھا تو مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور بی بی سے کہا کہ اسے بنا سنوار کر تیار کرو ہم باپ بیٹا باہر جا رہے ہیں۔ ان سے یہ بات نہیں کہی حالانکہ وہ اللہ کی بہت نیک بندی تھیں جہاں انہوں نے صفا مروہ پر دوڑ لگائی اللہ تعالیٰ نے اسے حج کا رکن قرار دے دیا اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی وہاں اسی طرح سے سعی فرمائی اور پوری امت مسلمہ کیلئے ہمیشہ کیلئے لازم قرار دے دی گئی نہ اس کے بغیر حج ہوتا ہے نہ عمرہ وہ حج کا رکن بن گیا لیکن وحی کو سمجھنا کیونکہ نبی کا کام ہوتا ہے مائی صاحبہ باوجود عظمت کے نبی نہیں تھیں تو آپ نے ان سے بات نہیں کی لیکن جب بیٹے

کو لیکر باہر گئے جب منیٰ کے قریب پہنچے تو بیٹے سے باپ نے بات کی کہ بیٹا میں نے خواب دیکھا ہے اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ اب بیٹا بھی اللہ کا نبی تھا انہوں نے جواباً عرض کی یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ اے ابا آپ کو جو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کریں والد نے خواب کی بات کی بیٹے نے امر الٰہی کی بات کی نبیؑ کا خواب وحی ہوتا ہے آپ اللہ کے خلیل ہیں رسول ہیں آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اور حکم کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہیں آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں آپ شاید اس لیے پوچھ رہے ہیں کہ کم سن ہوں بچہ ہوں ڈر جاؤں گا یہ ساری باتیں اپنی جگہ بابا میں بھی اللہ کا رسول ہوں اگر آپ کو ذبح کرنے کا حکم ہے تو اسی حکم میں میرے ذبح ہو جانے کا حکم موجود ہے سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے بے دریغ چھری چلا دیں اس کے علاوہ چارہ نہیں ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے پورا اہتمام کیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لٹا دیا آنکھیں بند کر دیں اللہ کا نام لے کر بسم اللہ اللہ اکبر کہ کر چھری چلا دی خون جاری ہو گیا گردن کٹ گئی جب آپ کو اطمینان ہو گیا کہ اب بدن میں حرکت نہیں رہی تو آپ نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ اسماعیل علیہ السلام پاس کھڑے ہیں اور دنبہ ذبح ہوا پڑا ہے انہوں نے تو اسماعیل کی گردن کاٹی تھی حیران ہوئے یہ کیا ہوا ہے فوراً وحی الٰہی آئی۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اے میرے دوست تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اب یہ میرا کام تھا میں نے جنت سے دنبہ بھیج دیا آپ کو سمجھ نہیں آنے دی کہ کب اسماعیل علیہ السلام کو وہاں سے نکال لیا گیا اور ان کی جگہ دنبہ رکھ دیا گیا اور وہ دنبہ ذبح ہو گیا لیکن آپ نے اپنا خواب پورا کر دیا اب آپ دیکھیں کہ دونوں اللہ کے رسول ہیں ایک خلیل اللہ ہے دوسرا ذبیح اللہ ہے وہ ذبح کر رہے ہیں وہ ذبح ہو رہے ہیں کس قسم کی رحمتیں نازل ہوئی ہوں گی اللہ کی طرف سے اور کس قسم کی برکات نازل ہوئی ہوں گی اور وہ جسے آج کی سائنس Aura کہتی ہے اور قرآن وحدیث اسے کیفیات بتاتے ہیں کہ بندے کے گرد ایک ہالہ بن جاتا ہے۔ وہ کس قسم کے نور کا ہالہ بنا ہوگا۔ سجدہ کرنا بھی بڑی عظمت ہے، روزہ رکھنا بھی توفیق الٰہی ہو تو بڑا کام ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑا کام ہے، ہر نیکی نیکی ہے اللہ کے ہر حکم کی اطاعت ایک الگ عظمت رکھتی ہے لیکن اس عمر میں بڑھاپے میں چاند سے زیادہ خوبصورت بیٹا۔ چاند تو چاند ہے ایک روشنی کیلئے اللہ نے دیا بنا دیا۔ اسماعیل علیہ السلام تو ذبیح اللہ تھے اور جد امجد تھے رسول ﷺ کے انہیں ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی راہ میں ذبح کر دیا کتنی رحمتیں نازل ہوئی گی کتنی برکتیں نازل ہوئی ہوں گی اور کیا کیفیات کا ہالہ بنا ہوگا! اب امت محمد یہ علی صاحب الصلوٰۃ والسلام پر، ہم پر اللہ نے یہ احسان فرمایا کہ تم ایک دنبہ لے کر، ایک بکرا لے کر، ایک اونٹ لے کر، ایک گائے لے کر میری راہ میں ذبح کر دو تمہیں وہ کیفیات وہ انوارات وہ برکات دوں گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تب نازل ہوئی تھیں جب انہوں نے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کیا تھا۔

قربانی دین کا رکن ہے کوئی معمولی بات نہیں اور دین اللہ کے حکم اور نبی ﷺ کی سنتؐ کا نام۔ اور اللہ کے ہر حکم کی اطاعت میں تعلق باللہ کی کیفیات نصیب ہوتی ہیں۔ سال میں ایک بار قربانی کا دن آتا ہے اور علماء فرماتے ہیں کہ اللہ نے یہ فراخی رکھی ہے کہ تین دن تک قربانی ہو سکتی ہے۔ سال میں صرف تین ہی دن ہیں پھر سال کے بعد آئیں گے۔ یوم نحر عید کا دن ہے اور اس کا دوسرا دن اور تیسرا دن بعض فرماتے ہیں تیسرے دن دوپہر تک سورج ڈھلنے تک ہونی چاہیے لیکن اکثر نے لکھا ہے کہ تیسرے دن سورج

ڈوبنے تک سارادن قربانی ہوسکتی ہے اور یہ تفصیل میں تعبیر میں تلاویلات میں اس طرح کی آراء آتی رہتی ہیں کہ کوئی بڑی بات نہیں۔لیکن یہ تین دن پھر سال بعد آئیں گے اگر تیسرے دن بھی سورج ڈوب گیا اب چاہیں کہ قربانی کریں تو اب برکات حاصل کرنے کا وقت سال بعد وہ دن آئے گا تو نصیب ہوں گی۔قربانی حج کے ارکان میں بھی ہے اور افضل ترین عبادت ہے۔قربانی کے دنوں میں قربانی کرنا پوری روئے زمین پر سنت ہے۔رسول اللہ ﷺ کی سنت اور مجھ سے اگر پوچھیں تو میرا دل چاہتا ہے کہ ہر مسلمان ہر سال ایک قربانی حضور ﷺ کی طرف سے کرے اس لیے کہ یہ حضور ﷺ کی خواہش تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا۔ ان سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا جب تک زندہ ہوں میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کروں گا انہیں حکم دیا تھا حضور ﷺ نے لیکن جو چیز حضور ﷺ کو پسند ہو اور مسلمان کے لیے ممکن ہو تو وہ ضرور عمل کرے اللہ نے سہولت دی کہ دنبہ، بکرا اکیلا ذبح کرسکتا ہے لیکن غریب آدمی اکیلا نہیں خرید سکتا تو بڑے جانور میں حصہ ڈال دے۔سات حصوں کو ملائے گائے، بھینس، اونٹ، میں سات حصے ہوتے ہیں اس کی قیمت سات حصوں میں تقسیم کر کے سات حصے دار شامل ہو جائیں اور اللہ کی راہ میں تقسیم کردیں اور خصوصاً ان تین دنوں میں ذبح کرنے کا اپنا مقام و مرتبہ ہے بلکہ اگر ممکن ہوسکے تو بندہ خود ذبح کرے خود ذبح نہیں کرسکتا کسی سے کراتا ہے تو پاس کھڑا ہو اس کا ذمہ دار تو بنے اپنی قربانی خود پیش تو کرے اور دعا کرے یا اللہ تیرے حکم پر عمل کرتے ہوئے تیرے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ذبح کر رہا ہوں میری قربانی قبول فرما میرے لیے اسے نیکی کا سبب اور گناہوں کا کفارہ بنا اور نجات کا سبب بنادے۔اب اگر آپ یہ سوچنے لگ جائیں گے کہ جی دین کا یہ رکن خارج کردیا جائے یہ رقم جمع کر کے آپ دے دیتے ہیں محتاجوں کو تو وہ صدقہ ہوگا قربانی رہ جائے گی۔ اگر ہم پیسے جمع کرتے ہیں مستحقین کو دے دیتے ہیں بڑی اچھی بات ہے تو وہ صدقہ ہوگا آپ کی طرف سے لیکن قربانی رہ جائے گی۔ ایک توفیق ہوتے ہوئے قربانی نہ کرنے کا گناہ اور جرم آپ پر ہوگا اور دوسرا وہ برکات جو قربانی سے نصیب ہوتی ہیں اس سے آپ محروم رہ جائیں گے یعنی بجائے اس کے کہ آپ کو وہ برکات اور وہ نور کا ہالہ، وہ کیفیات و لذات نصیب ہوں ان سے محروم ہو کر جرم کے مرتکب بھی ہو جائیں گے کہ صاحب نصاب ہو کر قربانی واجب تھی، ترک واجب لازم آئے گا اور صاحب نصاب نہیں تھے تو آپ کیلئے سنت تھی محمد رسول اللہ ﷺ کی۔ حضور ﷺ کی سنت کے ترک کا جو عذاب ہے اسکی جواب دہی ہوگی بے شمار چیزیں آپ کی زندگی میں میری زندگی میں ہیں جنہیں ہم ختم نہ کریں ان میں کمی کردیں تو بھی ہم قربانی کے لئے رقم بچاسکتے ہیں ہم نے خود دیکھا ہے ساری عمر یہاں چائے کا تصور ہی نہیں ہوتا تھا فوجی افسروں کے گھر تھے وہاں چائے پکتی تھی عام آدمی جانتا ہی نہیں تھا۔صبح اٹھتے ہی لوگ دہی لسی سے ایک آدھ پھلکا یا رات کی باسی روٹی کے ٹکڑے کھا کر تگڑے ہو جاتے تھے یا دوپہر کو روٹی ملتی تھی اور دوپہر کو ہر کوئی لسی سے روٹی کھاتا تھا ہانڈی کا تصور ہی نہیں ہوتا تھا شام کو کوئی دال ساگ بنالیتے تھے اب تین تین دفعہ دن میں ہانڈی پکتی ہے پانچ پانچ دفعہ چائے پکتی ہے ہم اللہ کی راہ میں کیوں نہیں دیتے۔تو ایک

وقت کی ہانڈی کم کردو۔دو،دو پیالیاں پیتے ہو، ایک ایک پیالی کم کر کے رقم بچالو۔ یہاں سے کٹوتی کر کے اللہ کی راہ میں کیوں نہیں دیتے کہ اللہ کی طرف ثواب بھی حاصل ہو، اللہ کو قبول بھی ہو اورلوگوں کی مدد بھی ہو۔اگر یہی حال رہا تو کل کوئی نمازوں کا بھی متبادل لائے گا حساب کر کے کہے گا اتنے گھنٹے نمازوں میں صرف ہو گئے اتنے گھنٹے مکان بنانے پر لگائے جائیں تو ان کے مکان بن جائیں گے لیکن نمازیں چھوٹ جائیں گی۔ پرسوں کوئی کہے گا کہ یہ حج کرنے جاتے ہیں تو اربوں روپیہ خرچ ہوتا ہے اب تو خیر حکومت بہت لوٹ لیتی ہے لیکن پھر بھی کہیں گے کہ حج پر اتنا خرچ اٹھ آتا ہے لہذا حج بند کردو اوراس رقم کو فلاحی کاموں پر خرچ کرو تو یہ عجیب سی منطق ہے کہ اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر ادھر لگادو۔ یہی کیا عیسائیوں نے، یہی کیا یہودیوں نے اوردونوں گمراہ ہوکر کافر اور مشرک ہو گئے باوجود اہل کتاب ہونے کے شرک میں مبتلا ہو گئے انہوں نے عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنالیا اور یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنالیا اور عظیم ترین ظلم یعنی اللہ کے ساتھ شرک کے مرتکب ہو گئے۔ وہ وہاں تک کیوں پہنچے جب کہ ان کے پاس نبیوں کی تعلیمات اور کتابیں موجود تھیں؟ آج ان کتابوں کا بھی پتہ نہیں ملتا انہوں نے اتنی تبدیلیاں کر کے اسے یکسر تبدیل کردیا۔اس میں کچھ بھی اصل نہیں ہے اس کی وجہ یہ کہ انہوں نے عبادت کو ترک کر کے دنیاوی مفادات کو عزیز رکھا اور دنیاوی مفادات کی طرف چلے۔ مومن کیلئے ترک عبادت کی گنجائش نہیں ہے عبادات اپنی جگہ کرے اور معاملات اپنی جگہ کرے۔ عبادات کو زندہ رکھتے ہوئے معاملات کرے تو بحیثیت مومن کے کرے گا اور عبادات کو ہی توڑ مروڑ کر دنیاوی مفادات پر لگادے گا تو اللہ سے تعلق ختم ہوجائے گا اور اس بندے کے دنیا سے ایمان ضائع کر کے مرنے کا اندیشہ ہوگا اور آپ دیکھتے نہیں لوگ مسلمان والدین اور نیک گھروں میں پیدا ہوتے ہیں لیکن گمراہ ہوجاتے ہیں عجیب بات ہے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے سب سے پہلے اس کے کان میں اذان کی آواز پڑتی ہے جو آواز سب سے پہلے دنیا میں وہ سنتا ہے وہ اللہ کی بڑائی اور حضورﷺ کی رسالت کی ہوتی ہے۔ایک کان میں اذان کہتے ہیں دوسرے میں اقامت کہتے ہیں اور جس دن دنیا سے جارہا ہوتا ہے تو نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے آپ نے دیکھا اس دن اذان اور اقامت نہیں ہوتی یہ وہی اذان ہے جو پیدائش پر ہوئی تھی دوسرے کان میں اقامت سنی تھی اس کی نماز ہورہی ہے اتنی سی زندگی ہے بندے کے پاس اذان ہوئی، اقامت ہوئی اور نماز ہوگئی۔ اتنی سی زندگی کیلئے اللہ کی عبادات کو توڑ مروڑ کر اسے دنیاوی شعبوں پر لگادیتے تو بہتر یہ ہے کہ ساری قوم یہ سوچے کہ اپنے فضول اخراجات جو ہیں کم کر کے ان لوگوں کی مدد کی جائے نہ کہ عبادات میں ردوبدل کیا جائے یہ بہت بڑا جرم ہے مجھے ڈر ہے کہ ایسا کرنے والا بندہ شاید دنیا میں ایمان پر قائم نہ رہ سکے اور یہ بہت بڑا نقصان ہوگا پہلے ہی یہودیوں نے ،عیسائیوں نے یہ کیا اور وہ دین ضائع کر بیٹھے اور شرک میں مبتلا ہو گئے ۔اللہ کریم ہمیں اس مصیبت سے اپنی پناہ میں رکھے اور عبادات میں فرض فرض ہے ،واجب واجب ہے، سنت سنت ہے، مستحب مستحب ہے۔ ہر چیز اپنی جگہ قائم ہے عبادات قائم رہیں گی تو معاملات درست ہوں گے ۔عبادات چھوٹ جائیں گی تو معاملات بھی خراب ہوجائیں گے۔

اسلامی مشرق میں کمال کا معیار

سید ابوالحسن علی ندوی

اسلامی مشرق میں انسان کی ترقی اور کمال کا معیار بہت بلند تھا اس کیلئے دین دنیا اور علم وعمل کی جامعیت، بہت سے متفرق انسانی صفات سے اتصاف اور انسانی کمالات میں بہت سے ایسے منتشر شعبوں کا اجتماع ضروری تھا جن کو اس زمانہ کی پست ہمتی اور کوتاہ نظری تضاد سمجھتی ہے اور کسی فرد انسان میں ان کے بیک وقت اجتماع کے تصور سے اکثر قاصر ہے پوری دنیائے اسلام میں سے صرف ہندوستان کے مسلمان سلاطین اور ان کے امراء و وزراء کی سیرت پر ایک نظر ڈال لیجئے آپ کو عالی ہمتی، بلند حوصلگی، کمالات وخصوصیات کے تنوع، قبائے شاہی کے اندر درویشی، مہمات سیاسی کے انہماک وتن دہی کے ساتھ عبادت کی مشغولیت وسرگرمی، علمی ذوق ومطالعہ کے ایسے نادر نمونے ملیں گے جن کی نظیر عام انسانی تاریخ میں ملنی آسان نہیں اور جن کی تصدیق میں اس زمانہ کا تنگ ظرف ذہن اور انسانی ترقی وکمال کا محدود تصور بار بار دقتیں محسوس کرے گا۔

سلطان شمس الدین التمش کی سلطنت کی وسعت اور اس کی ملکی سیاسی مصروفیت کا حال تاریخ ہندوستان کا ہر طالب علم جانتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اس کی انتظامی مشغولیت، شاہانہ ضروریات ومطالبات جنگوں اور سفروں کی کثرت اس کی مذہبی پابندی اور معمولات میں مطلق حارج نہ تھی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کی کبھی عصر کی سنتیں اور تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو، جب اس وصیت کا اعلان کیا گیا تو سلطان آگے بڑھا اور اس نے نماز پڑھائی۔

سلطان غیاث الدین بلبن، ناصر الدین محمود، فیروز تغلق کی مذہبی زندگی اور مذہبی پابندی کا حال کوئی چھپا ہوا واقعہ نہیں۔

سلاطین گجرات بالخصوص دین ودنیا کی جامعیت اور ''جنیدی وارد شیری'' کا بہترین نمونہ تھے، محمود شاہ اول (۹۱۷ھ) اور اس کے بیٹے مظفر شاہ حلیم (۹۳۲ھ) کے حالات اس کی بہترین شہادت ہیں مورخ ہندوستان مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب "مظفر شاہ حلیم کے حالات تذکرہ "یاد ایام" میں لکھتے ہیں:۔

''محمود شاہ کے بعد اس کا فرزند رشید نعم الخلف نعم السلف کا صحیح مصداق مظفر شاہ حلیم تاج وسریر کا مالک ہوا، علوم وفنون میں یہ علامہ محمد ابن محمد الایجی کا شاگرد تھا اور حدیث علامہ جمال الدین محمد بن عمر بحرق سے پڑھی تھی۔ قرآن مجید حفظ کر لینے کا شرف ایسی عمر میں اس کو نصیب ہوا تھا جس کی نسبت شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

''درایام جوانی چناں کہ افتد دانی'' اس فضل وکمال کے ساتھ تقویٰ اور عزیمت کی دولت بھی اس نے خداداد پائی تھی تمام عمر نصوص احادیث پر عمل رہا، ہمیشہ باوضو رہتا، نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا

، روزے عمر بھر نہیں چھوٹے، شراب ناب کو کبھی منہ سے نہیں لگایا، کبھی کسی پر بے جا سختی نہیں کی، بدزبانی سے اپنے منہ کو گندہ نہیں کیا۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ اس پیکر تقدس میں سپہ گری اور ملک داری کی صفتیں بھی علی وجہ الکمال مجتمع تھیں۔ مالوہ کی فتوحات عظیمہ تاریخوں میں پڑھئے اور ان سے اس کے اخلاق فاضلہ کا اندازہ کیجئے جس وقت محمود شاہ دوم مالوہ کی غفلت وسوء تدبیری سے اس کے وزیر مندلی رائے نے زمام حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے کر محمود شاہ کو بے دخل کر دیا اور شعائر اسلام کو مٹا کر رسوم کفر کی ترویج شروع کر دی مظفر شاہ حلیم علیہ الرحمۃ کی رگ حمیت کو جنبش ہوئی اس نے افواج قاہرہ کے ساتھ مالوہ کی جانب نہضت فرمائی اور کوچ در کوچ کرتا ہوا مانڈو پہونچا اور اس کا محاصرہ کر لیا مندلی رائے نے یہ سمجھ کر کہ وہ خود تاب مقاومت نہیں لاسکتا رانا سانگا کو بیش بہا تحائف کا لالچ دے کر اپنی مدد کے واسطے بلا یا وہ ہنوز سارنگ پور تک نہیں پہنچا تھا کہ مظفر شاہ حلیم نے اسکی مدارات کیلئے اپنی فوج ظفر موج کا ایک معقول حصہ آگے کو روانہ کر دیا جس سے رانا کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہو سکی اور قبل اس کے مندلی رائے کو اطراف وجوانب سے کمک پہونچے قلعہ کو مسخر کر لیا۔

جان سخن یہ ہے کہ تسخیر قلعہ کے بعد جس وقت مظفر شاہ حلیم اندر داخل ہوا اور امراء ہم رکاب نے شاہان مالوہ کے سامان تجمل اور خزائن ودفائن کو ملاحظہ کیا اور اس ملک کی سرسبزی وشادابی کی اطلاع پائی تو انھوں نے جسارت کر کے مظفر شاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جنگ میں تقریباً دو ہزار سوار جرار درجہ شہادت کو پہونچ چکے ہیں، یہ مناسب نہیں ہے کہ اس قدر نقصان اٹھانے کے بعد پھر ملک کو اسی بادشاہ کے حوالے کر دیا جائے جس کی سوء تدبیری سے مندلی رائے نے اس پر قابو پالیا تھا بادشاہ نے یہ سنتے ہی سیر موقوف کی اور قلعہ سے باہر نکل کر محمود شاہ کو ہدایت فرمائی کہ اس کے ہم رکاب لوگوں میں سے کسی کو قلعہ کے اندر نہ جانے دے، محمود نے باصرار تمام اس بات کی التجا کی کہ بادشاہ چند روز قلعہ کے اندر آرام فرمائیں، مگر مظفر شاہ نے اس التجا کو قبول نہ فرمایا اور بعد کو خود ظاہر کیا کہ میں نے یہ جہاد وغزا محض خداوند برحق کی رضامندی حاصل کرنے کو کیا تھا مجھ کو امراء کی تقریر سے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا کوئی خطرہ فاسد میرے دل میں پیدا ہو اور میرا اخلوص نیت برباد ہو جائے میں نے محمود پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ محمود کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ اس کی وجہ سے مجھ کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔

انتقال کے قریب علماء وارکان دولت کی ایک مجلس میں بادشاہ نے تحدیث بالنعمت کے طور پر بیان کیا کہ میں خدا کے فضل وکرم سے قرآن کے حفظ کے ساتھ ہر آیت سے متعلق ضروری مسائل واحکام، اسباب نزول اور اصول تجوید کا علم رکھتا ہوں اپنے استاد علامہ جلال الدین محمد بن عمر بحرق سے جن احادیث کی سند لی ہے، وہ مع متن وسند راویوں کے حال کے مجھے حفظ ہیں فقہ میں مجھے بفضلہ تعالیٰ وہ درک حاصل ہے کہ حدیث "من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین" (جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کا فقیہ بنا دیتا ہے) کا مصداق بننے کی امید رکھتا ہوں اور اب چند مہینوں سے حضرات صوفیہ ومشائخ کے طریق پر تزکیہ نفس میں مشغول ہوں اور "مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ" کی بنا پر ان کے برکات کی امید رکھتا ہوں، تفسیر، معالم التنزیل

(علامہ بغوی کی ضخیم تفسیر جو کئی ہزار صفحات پر مشتمل ہے) ایک بار ختم کر چکا ہوں دوبارہ پھر شروع کی ہے، نصف تک پہونچ گیا ہوں، باقی امید ہے کہ انشاء اللہ جنت میں ختم کروں گا۔

جمعہ کی نماز کے قریب استحضار کی کیفیت شروع ہوئی، لوگوں کو حکم دیا کہ نماز پڑھنے جائیں خود ظہر کی نماز پڑھی اور کہا کہ ظہر کی نماز میں نے تمہارے یہاں پڑھی ہے، عصر کی نماز انشاء اللہ جنت میں پڑھوں گا انتقال کے وقت حضرت یوسف کی یہ دعا زبان پر تھی جو اس درویش بادشاہ کے بالکل حسب حال تھی۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (یوسف ۱۰۱)

پروردگار تو نے مجھے حکومت عطا فرمائی اور باتوں کا مطلب اور نتیجہ نکالنا تعلیم فرمایا اے آسمان وزمین کے بنانے والے تو ہی میرا کارساز ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ایسا کرنا کہ دنیا سے جاؤں تو تیری فرمانبرداری کی حالت میں جاؤں اور ان لوگوں میں داخل ہو جاؤں جو تیرے نیک بندے ہیں۔

شیر شاہ سوری (۹۵۲ھ) کے اوقات و معمولات کی فہرست جو مورخین نے تاریخ میں محفوظ کر دی ہے ملاحظہ ہو اس زمانے میں متوسط درجہ کے مشغول انسان کیلئے بھی ان کا التزام مشکل ہے چہ جائیکہ اس مصروف ترین بادشاہ کیلئے جس کو پانچ برس کی مدت میں ایک صدی کا کام کرنا تھا اور جس کو بظاہر اپنی انتظامی وسیاسی مشغولیت سے ایک لمحہ کی فرصت نہیں ہونی چاہیے تھی۔

شیر شاہ تہائی رات رہتی کہ بیدار ہو جاتا غسل کرتا اور نوافل پڑھتا، نماز فجر سے پہلے اوراد ختم کر لیتا پھر مختلف صیغوں کے حسابات دیکھتا اور دن کے اہم کاموں کے متعلق حکام واہل کاران سلطنت کو ہدایات دیتا اور روزانہ کا نظام عمل بتلاتا تاکہ دن کو سوالات سے اس کو پریشان نہ کریں اس سب سے فارغ ہو کر نماز فجر کے لئے وضو کرتا جماعت کے ساتھ نماز فجر پڑھتا پھر اذکار و اوراد میں مشغول ہو جاتا اتنے میں حکام سلام کیلئے حاضر ہوتے بادشاہ نماز اشراق سے فارغ ہو کر لوگوں کی ضروریات معلوم کرتا اور گھوڑے، علاقے، جاگیریں، اور مال جس کو جیسی ضروریات ہوتی دیتا پھر اہل مقدمہ اور داد خواہوں کی طرف متوجہ ہوتا اور ان کی دادرسی اور حاجت براری کرتا، پھر افواج شاہی اور اسلحہ کا معائنہ کرتا اور فوج کیلئے امیدواروں کی قابلیت کا اندازہ کر کے ان کے تقرر کا حکم دیتا، پھر ملک کی روزانہ آمدنی اور مالیہ کا معائنہ کرتا پھر ارکان سلطنت، امراء، اور سلطنتوں کے سفرا اور وکلاء حاضر ہوتے ان سے گفتگو کرتا پھر حکام اور اہل کاروں کی عرضیاں گزرتیں ان کی سماعت کرتا اور حکم لکھواتا، پھر دوپہر کا کھانا تناول کرتا، علما اور مشائخ بھی دسترخوان پر ہوتے، پھر ظہر کی نماز تک دو گھنٹے اپنے ذاتی کام انجام دیتا اور قیلولہ کرتا، پھر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھتا اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتا اس سے فارغ ہو کر پھر امور سلطنت میں مشغول ہو جاتا، سفر و حضر میں اس نظام الاوقات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی، کہا کرتا تھا کہ بڑا آدمی وہ ہے جو اپنا وقت ضروری کاموں میں صرف کرے۔

سلطان اورنگزیب عالمگیر کے تفصیلی حالات پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ "یہ دنیا دار" بادشاہ جو کابل وقندھار سے لے کر دکن

پر حکومت کرتا تھا اس وسیع سلطنت کی بذات خود نگرانی کرتا اپنی عالی ہمتی اور عزم کی قوت سے اتنا وقت نکال لیتا تھا کہ تمام مہمات ملکی کے ساتھ اول وقت جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا جمعہ کی نماز جامع مسجد میں ادا کرتا تھا، سنن ونوافل کی پابندی کرتا تھا، تخت گرمی میں رمضان کے پورے روزے رکھتا تھا اور رات کو تراویح پڑھتا تھا رمضان کے عشرۂ اخیر میں مسجد میں اعتکاف کرتا تھا ، دوشنبہ، پنجشنبہ اور جمعہ کو ہر ہفتہ روزہ رکھتا تھا ہمیشہ باوضو رہتا تھا ، اذکار وادعیہ ماثورہ کا پابند تھا، روزصبح قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا اور تمام ملکی وسیاسی مشاغل اور انتشار طبیعت کے ساتھ پوری دلجمعی سے حضرت خواجہ سیف الدین (نبیرہ حضرت مجدد الف ثانیؒ) سے ایسا استفادۂ باطنی کرتا تھا کہ وہ اپنے والد نامدار حضرت خواجہ معصومؒ کو اس میں آثار ذکر کے ظاہر ہونے کی اطلاع دیتے تھے، روزانہ کی مصروفیتوں کے ساتھ اتنا وقت نکال لیتا تھا کہ فتاویٰ عالمگیری کو جو اس کے حکم سے علماء ترتیب دے رہے تھے ، روز کا روز سنتا اور مشورہ دیتا تھا۔

عالمگیر کی تخت نشینی کا زمانہ کتنا پر آشوب اور تلاطم خیز تھا اس زمانہ میں اس کو سلطنت کی از سر نو تنظیم کرنی پڑی اٹھتے ہوئے فتنوں کو دبانا پڑا لیکن یہ عالمگیر ہی کی عزیمت تھی کہ اس زمانہ میں جب اس کو سر اٹھانے کی مہلت نہ تھی، اس نے قرآن مجید حفظ کرنے لئے وقت نکال لیا اور اپنی کتاب ''اربعین'' کی (جس میں اس نے چالیس حدیثیں جمع کی تھیں) شرح لکھی، عالمگیر کا شعر ہے

غمِ عالم فراواں است و من یک غنچۂ دل دارم
چناں در شیشۂ ساعت کنم ریگ بیاباں را

لیکن اس نے ''شیشۂ ساعت'' میں جس طرح اس ''ریگ بیاباں'' کو بند کیا وہ اس کی مندرجہ بالا خصوصیات سے ظاہر ہے۔

امراء اور وزراء میں دیکھئے تو آپ کو عبدالرحیم بیرم خان خاناں ، جملۃ الملک سعد اللہ خاں علامی، مجد الدین محمد بن الایجی، اختیار خاں، افضل خان اور مسند عالی عبدالعزیز آصف خاں جیسے جامع کمالات بزرگ نظر آتے ہیں ان میں سے صرف دو (عبدالرحیم خان خاناں اور آصف خان) کا مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

عبدالرحیم خاں نے درسی کتابیں مولانا محمد امین انجانی، قاضی نظام الدین بدخشانی سے پڑھیں اور حکیم علی گیلانی اور علامہ فتح اللہ شیرازی سے علمی استفادہ کیا پھر جب گجرات میں قیام کا موقعہ ملا تو علامہ وجیہ الدین بن نصر اللہ گجراتی سے مزید تحصیل علم کی ان اساتذہ وقت کے علاوہ اس کا دربار اہل کمال اور ماہرین فن کا مرکز تھا ان سے برابر علمی مذاکرہ استفادہ جاری رہتا تھا یہاں تک تمام علوم وفنون میں تبحر پیدا کرلیا اکثر اصناف علم وادب میں ذوق سلیم ، ناقدانہ نظر اور فیصلہ کن رائے رکھتا تھا زباں دانی میں دیکھئے تو اس کو ہفت زبان کہنا صحیح ہوگا عبدالرزاق خوافی ''مآثر الامراء'' میں لکھتا ہے کہ عربی فارسی ، ترکی اور ہندی زبانوں میں مہارت کامل رکھتا تھا ان سب زبانوں میں فصاحت وطلاقت سے گفتگو کرتا اور بے تکلف آبدار شعر کہتا ان علمی کمالات کے ساتھ فنون جنگ اور سپہ گری میں یکتائے روزگار اور شجاعت وبہادری میں نامدار تھا ، گجرات وسندھ اور دکن کی فتوحات اس کی شجاعت وخوش تدبیری کی یادگاریں ہیں اخلاق وکرم کے لحاظ سے دیکھئے تو تمام مورخ اس کے

حسن خلق، نرم خوئی، بربادی، خاکساری اور تواضع کے ثنا خواں ہیں۔

داد ودہش اور سخاوت کی حیثیت سے دیکھئے تو سید غلام علی بلگرامی شہادت دیتے ہیں کہ اگر عبدالرحیم خان خاناں کے انعامات اور صلے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور تمام شاہان صفویہ کے انعامات اور زرپاشی ایک پلڑے پر ہو تو عبدالرحیم کا پلڑا بھاری رہے گا۔

علمی ذوق ومطالعہ کے انہماک کا عالم یہ تھا کہ عین میدان جنگ میں گھوڑے کی پیٹھ پر کتاب کے اجزا ہاتھ میں کھلے ہوئے ہوتے، نہانے کا وقت بھی کتاب سے خالی نہ ہوتا، خدام کتاب کھولے ہوئے سامنے کھڑے ہوتے، نہانے کے ساتھ ساتھ کتاب کا مطالعہ جاری رہتا۔

دینی رجحان اور طبیعت کی صلاحیت کا اندازہ اس سے ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نگاہ التفات اور نظر انتخاب سے محظوظ تھا اور ان خوش قسمت افراد میں شامل تھا جن کو حضرت مجدد صاحبؒ کے مکتوب الیہ اور معتقد علیہ ہونے کا شرف حاصل تھا مجدد صاحبؒ کے مکتوبات سے ان کے قلبی تعلق اور گہری ارادت کا پتہ چلتا ہے۔

آصف خان وزیر گجرات کا حال پڑھئے تو جامعیت وباکمالی کی ایک دوسری تصویر نظر آئے گی عبدالعزیز نام تھا حمید الملک کے بڑے بیٹے تھے، کچھ کتابیں والد سے پڑھیں، حدیث وفقہ قاضی برہان الدین نہر والے سے حاصل کی علوم حکمیہ میں ابوالفضل گاذرونی اور ابوالفضل استرآبادی کے شاگرد تھے، علوم وفنون کی تحصیل سے فراغت ہوئی تو دربار شاہی میں پہونچے، بہادر شاہ کے زمانہ میں وزارت ملی، محمود شاہ کے زمانہ میں وکالت مطلقہ کے عہدہ پر سرفراز ہوئے باوجود ان مناصب جلیلہ کے درس وتدریس اور مذاکرہ علمی کا مشغلہ آخر وقت تک قائم رہا۔

بعض سیاسی انقلابات کی وجہ سے ایک عرصہ تک آصف خان نے مکہ معظمہ میں قیام کیا وہاں علماء حرمین اور بلاد وامصار کے باکمال ان کے علمی وعملی کمالات، دینی استقامت وعزیمت اور عبادات کی مشغولیت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے علامہ عصر ابن حجر مکی نے تو ان کے فضائل ومناقب میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے (اور غالباً کسی ہندی کے مناقب میں ایک مسلم الثبوت عرب عالم کی یہ پہلی تصنیف ہے) جس میں ان کے فضل وکمال، تقوے وتقدس کی بڑی مدح سرائی کی ہے۔ علماء حرمین کی شہادت ہے کہ جواری وخدام اور جاہ وحشم کے باوجود ان کی زندگی مکہ معظمہ میں بالکل زاہدانہ تھی، قرآن کے دس پارے تہجد میں پڑھتے، ابن حجر مکی کی شہادت ہے کہ مکہ معظمہ کے دس سالہ قیام میں مسجد حرام میں ان کی کوئی جماعت فوت نہیں ہوئی، ان کی قیام گاہ مطاف کے محاذی تھی، کبھی نوافل، ذکر وتسبیح، مراقبہ ومطالعہ کے علاوہ ان کو کسی حال میں نہیں دیکھا گیا، اونچی اونچی کتابوں کا درس اور علماء سے علمی مذاکرہ بحث وتحقیق کا سلسلہ برابر جاری رہتا، علماء حرم بڑے شوق سے ان کی علمی مجالس میں شریک ہوتے اعلیٰ درسی اور دینی فنون کی منتہیانہ کتابوں کے اشکالات پر فاضلانہ ومحققانہ گفتگو وتحقیق ہوتی۔

علمی سرپرستی اور قدردانی کا یہ عالم تھا کہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں آصف خاں مکہ معظمہ میں آکر رہے تھے، تو عجیب طرح کی رونق مکہ معظمہ میں پیدا ہوگئی تھی، علماء وفقہاء ان کی

صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے علم کا چرچا بڑھ گیا تھا، اور مکہ والوں نے تحصیل علم میں بڑی کوشش کی تھی، طلبہ ہر طرف سے سمٹ آئے تھے اور انھوں نے حصول علم پر مستقل توجہ کی اور دقائق علمی کی اس غرض سے جستجو وتلاش کی کہ آصف خاں کے سامنے ان کو پیش کریں اور رسوخ پیدا کریں، اور مشکلات فن کو محفوظ کیا تاکہ ان کے ذریعہ سے ان کا تقرب حاصل کریں یہ سب اس وجہ سے تھا کہ انھوں نے اہل علم پر احسان وکرم کے دائرہ کو اس قدر وسیع کردیا تھا کہ جس کی نظیر ان کے معاصرین میں بلکہ ایک مدت سے موقوف تھی، یہاں تک کہ مکہ معظمہ میں ہر گلی کوچہ میں ان کو اس طرح دعائیں دی جاتی تھیں جس طرح لبیک کی صدائیں ایام حج میں بلند ہوتی ہیں۔

آصف خان کے فضائل وکمالات کی دُور دُور ایسی شہرت ہوئی کہ سلطان ترکی نے ان کی ملاقات کی آرزو ظاہر کی اور شریف مکہ کے توسط سے شاہانہ اعزاز واکرام کے ساتھ قسطنطنیہ بلایا اور بڑی توجہ واعزاز کے ساتھ اس جامع کمالات ہستی سے گفتگو کی۔

ایک رفیق سفر نے جس نے مکہ معظمہ سے قسطنطنیہ تک آصف خاں کے سفر کیا تھا بیان کیا کہ اس پورے سفر میں آصف خاں نے کبھی کسی رخصت پر عمل نہیں کیا ہمیشہ اسی طرح عزیمت پر

عمل کرتے رہے جیسے اقامت میں کرتے تھے خسرو پاشا حاکم مصر نے آصف خاں کیلئے ایک خلعت بھیجی اور سفیر نے باصرار عرض کیا کہ بادشاہ کی خوشی کیلئے آپ اس کو ایک مرتبہ بدن پر ڈال لیں تاکہ کہنے کو ہوجائے، آصف خاں نے معذرت کی کہ یہ قبا ریشمی ہے، میں اس کو کسی طرح بدن پر نہیں رکھ سکتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر بادشاہ مظفر شاہ حلیم واورنگزیب اور ہر امیر ووزیر عبدالرحیم خان

خاناں اور آصف خاں نہیں تھا، لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ انسان کی عظمت وکمال کا معیار اس زمانہ میں عام طور پر بہت بلند تھا، اس کی بڑائی اور کامیابی کیلئے بہت سی ایسی صفات اور کمالات ضروری سمجھے جاتے تھے، جو بعد کے زمانہ میں خصوصاً مغرب کے مادی اقتدار کے دور میں عظمت کی شرائط سے خارج ہوگئے ہیں وہ معیار لوگوں کی نظر کے سامنے ہر وقت رہا کرتا تھا عوام بھی اس کی توقع کرتے تھے اور اہل ہمت بھی اپنے تئیں ان کا ایسا پابند سمجھتے تھے کہ ہمیشہ ان کی جدوجہد میں رہا کرتے تھے اور کبھی اس بارہ میں اپنے کو معاف نہیں کرتے تھے دنیاوی عظمت وترقی کا بلند سے بلند زینہ ان میں دین کی طرف سے دوں ہمتی نہیں پیدا کرتا تھا دنیاوی مشاغل کا ہجوم اور شدت انہماک ،حکومت ،ریاست ووزارت کی ذمہ داریاں ،مذہبی فرائض بلکہ سنن ونوافل کی طرف سے بھی ادنیٰ غفلت پیدا نہیں ہونے دیتی تھیں عیش وعشرت کے وسائل اور دولت، تن آسانی اور راحت طلبی پیدا نہیں ہونے دیتی تھی، دوسری چیزوں اور شعبوں کے انحطاط کے ساتھ اس عالی ہمتی اور جامعیت میں بھی تنزل ظاہر ہوا، اور وہ نمونے جو ہر زمانہ میں بہ کثرت نظر آتے تھے ،خال خال نظر آنے لگے لیکن پھر بھی وہ معیار باقی تھا، اور دماغوں اور دلوں پر اس کی حکومت تھی اپنے اپنے دور کے عالی ہمت اور صاحب عزم افراد اس معیار پر پورا اترنے کے لئے کوشاں رہتے تھے، اور اس کے لئے اپنی راحت لذت اور خواہشات قربان کرتے تھے، ۵۷ء کے انقلاب سے کچھ پہلے اور اس کے بعد ہندوستان کے اہل وجاہت واہل علم پر نظر ڈالئے آپ مفتی صدرالدین خان،

نواب قطب الدین خاں ،نواب وزیر الدولہ مرحوم والی ٹونک ،نواب کلب علی خاں والی رامپور، امدار الہام منشی جمال الدین خاں وزیر ریاست بھوپال ،نواب سید صدیق حسن خاں ایسے جامع اوصاف بزرگ ملیں گے جن میں ریاست وامارت اور علم وفضل کے ساتھ زاہدوں کا زہد، عابدوں کی سرگرمی ،طالب علموں کا انہماک وشوق مطالعہ اور سپاہیوں کی چستی جمع تھی ،اور یہ اس کا نتیجہ تھا کہ زندگی کا نمونہ اور معیار (آئیڈیل) بلند تھا اور ہر زمانہ میں دل ودماغ پر آئیڈیل ہی کی حکومت ہوتی ہے۔

مغرب کے مادی ومعاشی دور اقتدار وتہذیب میں انسانی زندگی کا قابل تقلید نمونہ اور مثالی تصور پست ہوگیا، صرف اچھا کھانا، اچھا پہننا ،سوسائٹی میں معزز وممتاز بننا اور ہم چشموں میں جاہ واعزاز حاصل کرنا آئیڈیل بن گیا ،پیغمبروں کی سیرت نظروں سے اوجھل ہوگئی دین ودنیا کی جامع اور ذہنی ،علمی روحانی وانتظامی کمالات اور کسب حلال صفت سے متصف ہستیوں کا ذہنی اثر وتسلط ہٹ گیا اور وہ شخصیتیں ذہن پر چھا گئیں اور نمونہ ومثال اور زندگی کی کامیابیوں کا منتہی بن کر آنکھوں اور تصور کے سامنے پہاڑ بن کر کھڑی ہوگئیں جو اخلاقی وذہنی حیثیت سے سخت ناقص اعمال وکردار کے لحاظ سے بے حد پست ،علمی کمالات اور حقیقی صفات سے محروم ،اخلاقی سطح کے لحاظ سے مبتذل اور عامی گھٹیا درجہ کے انسان یا معاشی جانور اور روپیہ پیدا کرنے کی بے شعور بے درد مشینیں ہیں۔

تن آسانی اور راحت پسندی اتنی غالب آگئی اور تفریحی ،مشاغل نے زندگی کی اتنی بڑی جگہ گھیر لی کہ عبادت ،دینی فرائض کی ادائیگی اور روحانی ضروریات کی طرف توجہ کرنے کے لئے گنجائش نہیں رہی ،اس وقت ترقی یافتہ اور مہذب طبقہ کے نظام اوقات پر نظر ڈالئے گا تو قدیم اسلامی تہذیب کے ان نمائندوں کے نظام اوقات میں اور بیسویں صدی عیسوی کے اس نظام اوقات میں اتنا بڑا فرق نظر آئے گا کہ ایک قوم اور ملک کے افراد نہیں معلوم ہوں گے اور درمیان میں برسوں نہیں بلکہ صدیوں کی مسافت اور سمندروں اور ملکوں کا فاصلہ معلوم ہوگا۔

دعائے مغفرت

۱۔ پاکپتن کے ساتھی محمد فاروق کی والدہ محترمہ وفات پاگئی ہیں۔

۲۔ پاکپتن کے ساتھی ڈاکٹر محمد سعید کی بیٹی وفات پاگئی ہیں۔

۳۔ حافظ محمد زبیر کے والد صاحب وفات پاگئے ہیں۔

ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

سورۃ النساء/المائدہ

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک پر

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کا بیان

28-7-10

کم رتبہ آدمی سے بھی حق کے قبول کرنے سے عار نہ کرنا

قولہ تعالیٰ: كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ (النساء:135)

ترجمہ: انصاف کے ساتھ قائم رہو اللہ کے لئے گواہی دینے والا خواہ اپنی ذات پر ہی ہو۔

''آیت اپنے اطلاق سے اس پر دال ہے کہ قبول حق سے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے استنکاف نہ کرے اگرچہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے متنبہ کرنے سے ہو۔ علماء قشر و مشائخ رسم کی طرح تمویہ و تاویل نہ کرے کہ منشا اس کا کبر ہے''۔

....

یعنی سالک کو یا صوفی کو چاہیے کہ اس سے اگر کوئی غلطی ہوگئی ہے اور کوئی شخص مطلع کردے تو غلطی کو غلطی مانے۔ تاویلیں نہ گھڑتا رہے۔

....

فقیر کو غنی پر مطلقاً ترجیح نہ دینا چاہیے۔

قولہ تعالیٰ: اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ....قف (النساء:135)

ترجمہ: اگر کوئی امیر یا غریب تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے۔

''یہ آیت اس شخص کے طریق پر بھی رد کرتی ہے جو فقیر کو غنی پر ترجیح دینے پر فخر کرتے ہیں حالانکہ بہت سے غنی متواضع اور تابع للحق ہوتے ہیں اور بہت سے فقیر مطلقاً ظالم و متکبر ہوتے ہیں۔ سو حق تعالیٰ دونوں کے بارہ میں عدل ہی کو پسند کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ''۔

....

معرفت کی کوئی حد نہیں

قولہ تعالیٰ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا (النساء:136)

ترجمہ: اے ایمان والو! اعتقاد رکھو۔

''یہ آیت دال ہے اس پر کہ یقین کے مراتب غیر متناہی یعنی لاتقف عند حد میں ہر مرتبہ آئندہ مرتبہ کے تحصیل کا مامور ہے۔ اسی سے کہا گیا ہے۔

اے برادر بے نہایت در گہیست
ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

....

فرمایا: اس آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ مراتب سلوک غیر متناہی یعنی ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ لہٰذا ہر مرتبے والے کو چاہیے کہ اگلے مرتبے کے لئے کوشاں رہے۔ مجاہدے میں، شریعت پر عمل کرنے میں، نیکی پر کاربند رہنے میں کوتاہی نہ آئے یہ خیال نہ آئے

کہ مجھے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گیا۔ فرمایا: اس کی کوئی انتہا نہیں اللہ کریم جتنے بھی مراتب دیدے بندے کو اگلے مراتب کے لئے محنت اور کوشش جاری رکھنا چاہیے۔

....

طریق قوم سے تلاعب کرنے والے کا حال

قولہ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَ لَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا (النساء:137)

ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں گے۔

''روح المعانی میں ہے کہ یہ مقصود نہیں کہ اگر اخلاص کے ساتھ ایمان لاویں تب بھی مقبول نہیں بلکہ مقصود اس نفی سے اس کے وقوع کا استبعاد ہے کہ بار بار ارتداد کرنے سے اور اس پر اصرار کرنے سے عادۃً قلب مسخ ہو جاتا ہے جس کے بعد اکثر ایمان کی توفیق نہیں ہوتی تا کہ اس پر مغفرت اور ہدایت طریق جنت کی مرتب ہو۔ آہ اور اس پر قیاس کیا جاتا ہے کہ جو شخص طریق قوم کو اختیار کر کے اس سے اعراض کرے اور اس طرح بار بار اختیار اور اعراض کیا کرے اور اس کو ایک ملعبہ بنالے تو مشاہدہ میں آیا ہے کہ اکثر ایسے شخص کو خذلان ہوتا ہے اور خیر و صلاح کی توفیق نہیں ہوتی۔ ''نعوذ باللہ من الحور بعد الکور''۔

....

جو شخص صحیح طریقہ اختیار کرے پھر اسے چھوڑ دے پھر اختیار کرے پھر چھوڑ دے تو ایسا کرنا درست نہیں۔ فرمایا: اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ استعداد تباہ ہو جاتی ہے اور ایسا شخص ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے۔

....

طلب جاہ کی مذمت

قولہ تعالیٰ: اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًاo (النساء:139)

ترجمہ: کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔

''اس میں طلب جاہ کے مذموم ہونے پر صریح دلالت ہے''

....

مخالف کی مجالست کا قبح

قولہ تعالیٰ: فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ (النساء:140)

ترجمہ: ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کر دیں۔

''اس پر دال ہے کہ مخالف طریق کے ساتھ مجالست کرنا قبیح ہے خصوص جس وقت میں وہ خلاف کا اظہار بھی کرے''۔

....

یعنی آپ کسی سلسلے سے متعلق ہیں آپ اللہ اللہ کر رہے ہیں اس سے آپ کو فائدہ بھی ہو رہا ہے تو جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نہ رکھا جائے بالخصوص جب وہ

سلسلے پر تنقید کر رہے ہوں اس صورت میں ان کے پاس بالکل ہی نہ بیٹھا جائے۔

کسل طبعی پر ملامت نہیں

قولہ تعالیٰ: وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ (النساء:142)

ترجمہ: اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے۔

"کسل کا ریاء کے ساتھ مقید کرنا اس پر دال ہے کہ کسل سے مراد کسل اعتقادی ہے نہ کہ کسل طبعی۔ سو طبعی پر ملامت نہیں اور جس کو اس کی تحقیق نہیں وہ تشویش کو بڑھا لیتا ہے جس سے اس کے باطن کو مضرت پہنچتی ہے"۔

فرمایا: اس آیت میں دو باتوں کو جوڑ دیا گیا ہے کہ ڈھیلے ڈھالے سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ فرماتے ہیں یہ سستی اعتقادی ہے۔ ورنہ اگر کوئی شخص بیمار ہے اسے زکام یا بخار ہے اور وہ اس وجہ سے ڈھیلا ڈھالا کھڑا ہے تو یہ کسل عملی ہے۔ اس آیت میں کسل عملی نہیں بلکہ کسل اعتقادی مراد ہے۔ یعنی ان کے عقیدے میں کوتاہی اور سستی ہے۔ اُن کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لئے عبادت کر رہے ہیں۔ یہ منافقین کی صفت ہے۔

انتقام کا رخصت ہونا اور عفو کا عزیمت ہونا

قولہ تعالیٰ: لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (النساء 49-148)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں اگر نیک کام اعلانیہ کرو یا خفیہ کرو یا کسی کی برائی معاف کر دو تو اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے پوری قدرت والے ہیں۔

"پہلی آیت جواز انتقام پر دال ہے کہ شکایت بھی اس کی ایک فرد ہے اور دوسری آیت صبر اور عفو کے محبوب ہونے پر دال ہے۔ اول ضعفاء کی شان ہے اور اس میں یہ مصلحت ہے کہ قلب کینہ سے صاف ہو جاتا ہے اور دوسری شان ہے اہل ہمت کی اور اس میں مصلحت عروج الی القرب ہے"۔

اس میں دو باتیں ہیں اول یہ کہ کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہو اور وہ شکایت کرے تو اسے اس کی اجازت ہے۔ اس کی شکایت کا ازالہ ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ یہ سمجھے کہ اس کی قدرت میں ہے کہ وہ برداشت کر سکتا ہے تو برداشت کر کے معاف کر دے تو یہ اہل ہمت کا کام اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ آیت میں جواز دونوں کا ہے۔

برکات سماویہ کو اختیار شیخ میں سمجھنے کا ابطال

قولہ تعالیٰ: يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ

عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ (النساء:153)

ترجمہ: آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگادیں۔

''اس میں اس شخص کی ذم پر دلالت ہے جو افاضہ برکاتِ ساویہ کو شیخ کے اختیار میں سمجھ کر اس سے درخواست کرے''۔

....

فرمایا: سالک کا کام شیخ سے برکات و تعلیمات اور کیفیات حاصل کرنا ہے۔ کرامات کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔

....

معتقد رؤیت فی الدنیا کا بطلان

قولہ تعالیٰ: فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً (النساء:153)

ترجمہ: اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دکھلا دو۔

''اس میں اس شخص پر انکار ہے جو نشاۃ دنیویہ میں وقوع رؤیت کا اعتقاد رکھے''۔

....

فرمایا: جو شخص اس دنیا میں ان آنکھوں سے اس ماحول میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا اقرار کرتا ہے۔ اس آیت میں اس کے اقرار کا رد ہے کہ ایسا ہونا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار ضرور ہوگا مگر آخرت میں۔ آخرت کی قوت دید ایسی مضبوط ہوگی جس کا ذکر آیا ہے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (قٓ :22) مرنے کے بعد کی حالت کے بارے ارشاد ہوتا ہے کہ اب تمہاری آنکھوں سے ہم نے پردے بھی ہٹا دیئے اور انہیں فولادی قوت بھی دے دی، مضبوط کر دیا۔ تو اس عالم کی نگاہ اور ہوگی جہاں مومنین کو دیدار باری ہوگا۔ اور جن میں ایمان نہیں ہوگا وہ محروم رہیں گے۔

اس میں ضمناً ایک اور بات بھی آجاتی ہے کہ علماء کی اس بارے میں دو رائے ہیں کہ شب معراج نبی کریم ﷺ کو دیدار باری ہوا یا نہیں۔ جو اس کے قائل نہیں وہ حضرت موسیٰؑ کی مثال دیتے ہیں کہ موسیٰؑ نے جب عرض کیا تھا کہ اللہ کریم مجھے اپنا دیدار کرا دیں تو ارشاد باری ہوا۔ لَنْ تَرٰىنِيْ (الاعراف:143) آپ نہیں دیکھ سکیں گے۔ اس آیت سے وہ دلیل لیتے ہیں کہ دنیا میں دیدار باری ممکن نہیں۔ لیکن علماء ربانیین یعنی مشائخ عظام اس کے قائل ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو دیدار باری ہوا اور حضور ﷺ کا دیدار باری کرنے کی مثال موسیٰؑ پر دینا اس لئے درست نہیں کہ موسیٰؑ اس ظاہری وجود، انہی ظاہری آنکھوں کے ساتھ اسی دنیا میں کوہ طور پر تشریف فرما تھے جب کہ حضور اکرم ﷺ اسی وجود عالی کے ساتھ معراج میں وہاں تک تشریف لے گئے جہاں تک رب نے چاہا۔ کم از کم یہ تو سند ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر جبریل امین تو رک گئے کہ میں اس سے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرسکتا اور آپ ﷺ وہاں تک تشریف لے گئے جہاں تک اللہ نے چاہا۔ وجود مبارک بھی یہی تھا، چشم ہائے مبارک بھی یہی تھیں، لیکن عالم، عالم ملکوت کا تھا تو وہاں دیدار باری ہونا موسیٰ علیہ السلام پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ وہاں حضور ﷺ نے جنت و دوزخ کا ملاحظہ فرمایا۔ اس عالم میں دیدار باری ہونا محال نہیں۔ اس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تو حضور اکرم ﷺ کا شرف ہے کہ آپ ﷺ کو دیدار باری ہوا۔ یہ صرف حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ قیامت کے میدان میں تو ہر نبی، ہر ولی، اور ہر مومن

کو اپنے اپنے مقام کے مطابق دیدار باری نصیب ہوگا۔

....

معاصی کا سبب قبض ہو جانا

قولہ تعالیٰ: فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ (النساء:160)

ترجمہ: سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی چیزیں جو اُن کے لئے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں۔

''اسی کے مشابہ ہے معاصی کے سبب سالک سے واردات کا قبض''۔

....

اتحاد و حلول کا بطلان

قولہ تعالیٰ: وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ (النساء:171)

ترجمہ: اور یوں مت کہو کہ تین ہیں۔

''یہ آیت حلول واتحاد کے بطلان پر صریح دال ہے جیسا کہ بعض جہلاء صوفیہ معتقد ہیں''۔

....

فرمایا: اللہ تعالیٰ واحد ہے لاشریک ہے اپنی ذات میں بھی اور صفات میں بھی۔ اور وہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے حلول کے قابل ہو۔ حلول اس کی شان کے خلاف ہے۔ تو کسی کا یہ ماننا کہ فلاں بت یا درخت میں اللہ ہے یہ بالکل غلط ہے۔

....

عبدیت کا شرف کامل ہونا

قولہ تعالیٰ: لَنْ یَّسْتَنْكِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ .... (النساء:172)

ترجمہ: مسیح ہرگز اللہ کے بندہ ہونے سے عار نہیں کریں گے۔

''جیسا کہ سورۃ مریم میں مباہاۃ عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ (مریم:30) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدیت مراتب شرف میں اعلیٰ مرتبہ ہے''۔

فرماتے ہیں کہ عبدیت سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور آخری مقام بھی عبدیت ہی ہے اسی لیے حضورﷺ کے شرف کی شہادت یوں دی گئی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

....

غلو کی مذمت

قولہ تعالیٰ: یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ ...... (النساء:171)

ترجمہ: اے اہل کتاب اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ بڑھو۔

''روح میں ہے کہ اس کے مخاطب یہود و نصاریٰ ہیں۔ دونوں دین میں غلو کرتے تھے۔ یہود کا غلو تو یہ تھا کہ وہ ظواہر میں بہت تعمق کرتے تھے اور بواطن کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ کی نسبت تخلق باخلاق اللہ و مظہریت صفات حق کا بھی انکار کر دیا اور نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ وہ بواطن میں تعمق کرتے تھے اور ظواہر کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تخلق و مظہریت سے تجاوز کر کے درجہ الوہیت تک پہنچا دیا اور یہ جو فرمایا وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ یہ حق جمع کرتا ہے درمیان ظاہر اور باطن کے جیسا توحید محمدی

ہے"۔

....

فرمایا: یہود و نصاریٰ دونوں دین میں غلو کرتے تھے۔ یا انبیاءؑ کا انکار کر دیتے یا انہیں خدائی صفات سے متصف مان لیتے۔ جیسا کہ عیسیٰؑ مظہر حق تھے تو یہودیوں نے ان کا انکار کر دیا اور عیسائیوں نے انہیں مظہر حق سمجھنے کے بجائے حق تعالیٰ کا بیٹا سمجھ لیا (معاذ اللہ) تو ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی دونوں طرح غلو کرنا حق کے خلاف ہے۔ صحیح طریق توحید محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ہے یعنی وہ جو آپ ﷺ نے تعلیم فرمایا۔

اختتام سورۃ النساء

28-7-2010 سورہ المائدہ

خوض فی الاسرار کی ناپسندیدگی

قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ (المائدہ:1)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں۔

"اس میں اسرار و احکام کی تفتیش کی ممانعت کی طرف اشارہ ہے"۔

....

یعنی جب یہ پتہ چل جائے کہ یہ اللہ کا حکم ہے یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو پھر اس کی وجوہات تلاش کرنے کی ممانعت ہے۔ ہاں یہ تحقیق کرنا درست ہے کہ یہ واقعی اللہ کا حکم ہے، واقعی حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ لیکن جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن و سنت کا حکم ہے تو پھر یہ نہ کہا جائے کہ حضور ﷺ نے ایسا کیوں فرمایا۔ یہ منع ہے اور بندے کی حیثیت سے بالاتر بات ہے۔ فرمایا یہ اللہ کی مرضی اس نے حکم دیا۔ بندہ کون ہوتا ہے تفتیش کرنے والا۔

....

تعظیم تبرکات

قولہ تعالیٰ: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَ لَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْھَدْیَ وَ لَا الْقَلَآئِدَ (المائدہ:2)

ترجمہ: اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی اور نہ اُن جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہیں۔

"اس سے تبرکات کی تعظیم بوجہ تعلق ذات واجب التعظیم کے مفہوم ہوتی ہے"۔

....

فرماتے ہیں اس آیت سے تبرکات کی تعظیم ثابت ہوتی ہے کہ اگر اللہ کریم نے حرمت والے مہینے کے اکرام کا حکم دیا ہے، حرمت والے جانور جو قربانی کے لیے ہیں اُن کی حرمت کا حکم دیا ہے یا جن جانوروں کے گلے میں پٹہ ڈال کر نشانی لگا دی جاتی کہ یہ قربان کیا جائے گا ان کی حرمت کا حکم دیا ہے تو پھر جو تبرکات انبیاءؑ کے پاس یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہیں یا بزرگان دین کے ہیں ان کی تعظیم کا جواز اس آیت سے ثابت ہے جیسے حضور ﷺ کے زیر استعمال تلواریں، زرہیں اور بعض چیزیں محفوظ ہیں۔ ترکی کے توپ کاپی عجائب گھر میں موجود ہیں۔ حضور ﷺ کے خطوط مبارک محفوظ ہیں۔ جو آپ ﷺ نے مختلف ملکوں کے فرمانرواؤں کے نام لکھوائے یا ان کی تصاویر ملتی ہیں اور بہت سے صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور بزرگان دین کے بھی تبرکات ملتے ہیں تو ان سب کی

تعظیم اس آیت سے ثابت ہوتی ہے۔

....

طالب رضاء حق کی رعایت باوجود اس کی خطائی الطریق کے اور رحمت الٰہیہ کا عام ہونا

قولہ تعالیٰ: وَ لَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا (المائدہ:2)

ترجمہ: اور نہ ان لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں۔

''حسن نے فرمایا کہ مراد اس سے خاص مشرکین ہیں اور فضل سے مراد ان کے زعم کے موافق۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ طالب رضاء حق قابل رعایت ہے اگرچہ اس کے طریق میں اس نے خطاہی کی ہو اور مِنْ رَّبِّهِمْ میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے نہ کہ صرف رب المسلمین ہے۔ پس اس میں وسعت رحمت الٰہی کا بیان ہے''۔

....

فرماتے ہیں یہ آیت چونکہ مشرکین کے حق میں آئی تھی لہٰذا یہ دلیل ہے کہ کافر کو بھی اس کی عبادت گاہ سے نہ روکا جائے نہ اس کی عبادت گاہوں میں خلل ڈالا جائے۔ وہ جو غلط کر رہا ہے اس کی سزا اللہ اسے دے گا۔ یہ معاملہ اللہ کا اور اس کے بندوں کا ہے۔ جیسے کوئی اگر اپنے رزق کی تلاش میں نکلا ہے اور حرمت والے مقام سے گزرتا ہے تو اسے بلاجواز روکا نہ جائے اور تنگ نہ کیا جائے کہ اللہ صرف مسلمانوں کا رب نہیں، ان کا بھی رب ہے۔ رب العالمین ہے۔

دین یہ ہے کہ کوئی کافر کفر کرتا ہے یا مشرک شرک کرتا ہے تو اس کو اس کی عبادت گاہ سے نہ روکا جائے۔ یہ حق اللہ کا ہے اس کے مالک کا ہے۔ وہ پوچھے گا کہ کیوں غلط طریقے سے عبادت کرتا رہا۔ وہ سزا دے گا۔ یہ بندوں کا حق نہیں ہے۔ ہمارے ذمے جو فرض ہے اسے پورا کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ لیکن ہم آج یہاں پہنچ گئے ہیں کہ مسلمان اپنی سجدہ گاہ میں بھی محفوظ نہیں نہ مساجد محفوظ ہیں نہ نمازی۔

ببیں تفاوت راہ

از کجا است تا بہ کجا

....

متشددین کے مباحات متروکہ کے استعمال کا مطلوب ہونا

قولہ تعالیٰ: وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا (المائدہ:2)

ترجمہ: اور جب تم احرام سے باہر آ جاؤ تو شکار کیا کرو۔

''باوجود اصطیاد کے مباح ہونے کے اس میں صیغہ امر کا وارد ہونا دال ہے اس پر کہ جس مباح کے ترک سے اس کے ممنوع ہونے کا شبہ ہونے لگے اس مباح کا کرنا مطلوب ہے۔ اس سے سمجھ لیا جاوے کہ بعض متشددین جو بعض مباحات کے ترک میں مثل حرام کے مبالغہ وتشدد کرتے ہیں اس میں کیا طرز عمل ہونا چاہیے''۔

....

جن کاموں کے کرنے کا نہ ثواب ہے نہ گناہ وہ مباح ہیں۔ اگر مشائخ مباح کام نہیں کرتے تو مریدین اور متعلقین یہ شبہ کرنا شروع کر دیں کہ شاید یہ کام کرنا منع ہے تو وہ کام کرنا ضروری ہو جاتا ہے تاکہ دین میں کوئی بدعت پیدا نہ ہو۔

بغض فی اللہ ناجائز کو جائز نہیں کرتا

قولہ تعالیٰ: وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا (المائدہ:2)

ترجمہ: اور ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اسی سبب سے بغض ہے کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روک دیا تھا۔ وہ تمہارے لئے اس کا باعث ہو جاوے کہ تم حد سے نکل جاؤ۔

"اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے بغض فی اللہ بھی ہو، تاہم اس کے معاملات میں حدود شرعیہ سے تجاوز جائز نہیں"۔

فرمایا: بغض فی اللہ یہ ہے کہ اللہ کے لئے کسی سے دشمنی ہو۔ اس نے ہمارا ذاتی نقصان نہ کیا ہو۔ لیکن وہ ایسا کافر و مشرک ہو جو ہمیں اچھا نہ لگتا ہو ہماری اس سے دشمنی ہو اور ہم اسے روکنے کی کوشش کریں تو ہمیں حدود شرعی کے اندر رہنا ہوگا۔ کسی سے دشمنی حدود شرعی سے نکلنے کا جواز نہیں۔ اس بات کا کوئی جواز نہیں کہ کوئی کہے فلاں شخص بڑا بے دین تھا میں نے اسے قتل کر دیا۔ اگر اس کا قتل کرنا جائز بھی تھا تو اس کا معاملہ عدالت میں لے جاتے، عدالت اسے سزا دیتی، افراد قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتے۔ یعنی کوئی مسلمان کسی کافر و بدکار کو برائی سے روکنا چاہے اور محض للہ فی اللہ روکنا چاہے تو بھی شرعی قاعدے کے مطابق ہی کر سکتا ہے۔ شریعت سے باہر نہیں نکل سکتا۔

تخلیہ کا تحلیہ پر مقدم ہونا

قولہ تعالیٰ: وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2)

ترجمہ: اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ و زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔

"اس میں دلالت ہے اس پر کہ مقدمات کو حسن و قبح میں مقاصد کا حکم دیا جاتا ہے اور اس قاعدہ کو مشائخ اہل تربیت بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں اور امر کو نہی پر مقدم کرنے میں تخلیہ کی تقدیم ہے تحلیہ پر"۔

فرمایا: نہی امر پر مقدم ہے۔ جن چیزوں سے روکا جاتا ہے ان سے رکنا نہایت ضروری ہے۔ اس بات کا اہتمام ہر حال میں کرنا چاہیے۔ اگرچہ امر یعنی حکم بجا لانے کے لئے بھی اپنی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن جس کام سے روک دیا جائے اس سے پوری کوشش سے رکا جائے کیونکہ وہ کام برا ہوگا یا نقصان دہ۔ اگرچہ جس کام کا حکم دیا جاتا ہے اس پر بھی پورا پورا عمل کرنا چاہیے لیکن اگر کسی ذاتی کمزوری کی وجہ سے کمی رہ گئی مثلاً کسی شخص کو اس کے شیخ نے کہہ دیا کہ دس ہزار بار درود شریف پڑھا کرو۔ اگر وہ دس ہزار نہیں پڑھ سکا سات ہزار پڑھ لیا تو اس میں کمی تو ہوگئی لیکن حرج نہیں۔ اور جس کام سے روکا گیا اس سے نہ رکے تو نقصان ہے۔

فقہ و تصوف کے مجتہدات کا جزو دین ہونا

قولہ تعالیٰ: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدہ:3)

ترجمہ: آج کے دن تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا۔

''اس میں دلالت ہے اس پر کہ فقہاء ظاہر و باطن نے نصوص سے جو مستنبط کیا ہے سب دین ہے ورنہ بعد اکمال دین کے اس کی اجازت نہ ہو کہ اس سے غیر دین کی اجازت دینا یا دین کا غیر مکمل ہونا آتا ہے۔ پس آیت دال ہوئی مجتہدین و مشائخ کے اتباع کے وجوب پر''۔

....

فرمایا: علمائے ظاہر و باطن قرآن و سنت سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں لہٰذا یہ دین کا حصہ ہیں۔ جیسے فقہا نے جو اجتہاد کیا وہ انہی احکام و مسائل سے جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ ان سے استنباط کر کے دلائل شرعی کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ اسی طرح صوفیا نے جو طریقے رائج کیے ان کے اصول قرآن و سنت سے لیے اور صحابہ کرامؓ و متقدمین سے دلائل لے کر مسائل کا استخراج کیا۔ اس لئے یہ دین پر زیادتی نہیں اگر ایسا سمجھا گیا تو تمام فقہی مسائل دین پر زیادتی شمار ہوں گے اور طریق صوفیا بھی دین پر زیادتی شمار ہوگا۔

عام لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ صوفیا کے طریقے کو وہ خود ساختہ کہتے ہیں اور فقہا کے اجتہاد پر عمل کرتے ہیں۔ اگر اسے درست کہا گیا تو دونوں طرح کا اجتہاد باطل ثابت ہو جائے گا اور اگر ایسا نہیں ہے اور اس کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے، اس سے اس کا استخراج کیا گیا ہے تو پھر یہ دین کا حصہ ہے اور دین میں شامل ہے۔

....

ماہنامہ المرشد میں اشتہار دینے کے خواہشمند متوجہ ہوں

جو حضرات اپنے یا اپنی کمپنی کے لیے ماہنامہ المرشد میں اشتہار شائع کروانا چاہتے ہیں وہ سرکولیشن مینیجر ماہنامہ المرشد لاہور سے رابطہ کریں۔

دفتر: ماہنامہ المرشد۔ 17 اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون: 042-35182727

قارئین المرشد سے

التماس ہے کہ المرشد کے بارے میں اپنی آراء سے مستفیض فرمائیں اور اس کو زیادہ مفید اور معتبر بنانے کے لئے اپنی تجاویز سے نوازیں۔

نیز یہ بھی گزارش ہے کہ اہل حضرات اپنے مضامین بھجوائیں جو ساتھیوں کی رہنمائی اور نئے قارئین کے لیے نفس کی اصلاح کا سبب بن سکیں۔ یا ایسے واقعات و تجربات تحریر فرمائیں جو سبق آموز ہوں۔

(مدیر ماہنامہ المرشد)

من الظلمت الی النور

خالد بٹ لاہور

ابتدائی حالات

ہم پانچ بھائی ہیں میں ان میں سب سے چھوٹا ہوں میرے والد حج کا فریضہ ادا کرنے کے علاوہ نماز روزہ کے پابند تھے اس طرح ہمارے تیسرے نمبر والے بھائی زاہد صاحب بھی والد کے نقش قدم پر تھے جب میں نے 1984 میں 17 سال کی عمر میں میٹرک کا امتحان پاس کیا تو اس وقت زاہد بھائی ابوظہبی میں کاروبار کر رہے تھے والد صاحب نے مجھے اور مجھ سے بڑے بھائی کو زاہد بھائی کے پاس ابوظہبی بھجوادیا۔ ہمیں بھی زاہد بھائی نے کاروبار شروع کرادیا نماز کی پابندی نہ پاکستان میں تھی نہ ابوظہبی میں۔ بھائی کے کہنے پر کبھی نماز پڑھ لیتے تھے لیکن اکثر ناغہ رہتا تھا بلکہ کام سے فارغ ہونے کے بعد گھر آکر فلمیں ضرور دیکھتے تھے ایک دو فلمیں روزانہ دیکھنا ہماری روٹین بن گئی تھی۔ آخر میں اکتا گیا اور مسجد جانا شروع ہوگیا مسجد میں ایک دن لاہور سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت سے ملاقات ہوئی جن میں میرے ایک جاننے والے بھی تھے یوں پردیس میں اچانک اپنے شہر کے ایک جاننے والے کے مل جانے کی وجہ سے میں مسجد میں خوشی خوشی جانے لگا وہاں مجھے دو پاکستانی ملے جو اس تبلیغی جماعت کی دیکھ بھال اور ان کے ساتھ تعاون کر رہے تھے۔ تبلیغی جماعت تو چلی گئی لیکن ان دونوں سے میرا رابطہ قائم ہوگیا جس کی وجہ سے میں نماز کا پابند ہوگیا فلمیں چھوڑ دیں ہلکی ہلکی داڑھی آنا شروع ہوگئی نگاہیں نیچی اور پینٹ ٹخنوں سے اوپر رہنے لگی۔ اب بھائی فلمیں لیتا اور میں ویڈیو سنٹر کے باہر کھڑا اس کا انتظار کرتا رہتا اندر نہ جاتا داڑھی بڑھنے لگی۔ مسجد میں پاکستانی جمع ہوکر حدیث پاک کی کتاب پڑھتے، میں بھی شوق سے سنتا رات بھائی جب فلم لگاتے تو میں کھانے سے فارغ ہوکر مسجد میں نماز تسبیح، نوافل اور قرآت کرتا رہتا۔ 12 بجے کے قریب جب میں سمجھتا کہ اب ٹی وی بند ہوگیا ہوگا گھر آتا اور سو جاتا۔ میں اولیاء کرام کے قصے بڑے درد سے پڑھا کرتا اور رو رو کر دعا کرتا کاش میں ان اللہ والوں کے دور میں پیدا ہوا ہوتا فیض حاصل کرتا۔ دو سال بعد پہلی مرتبہ پاکستان آیا تو میں نے داڑھی رکھی ہوئی تھی کوئی باباجی کہتا تو کوئی کچھ۔ والدین بھی داڑھی چھوٹی کرنے اور خط بنانے کے پیچھے تھے مگر میں نہ مانتا ایک صبح فجر کیلئے اٹھا وضو کے دوران داڑھی میں ہاتھ پھیرا تو داڑھی نیچے سے کٹی ہوئی محسوس ہوئی یہ کام امی جان (اللہ انہیں نور ایمان اور صحت وتندرستی عطا فرمائے) ان کا تھا کہ اب یہ خط بنوائے گا۔ میں ناراض ہوکر 14 دن کے بعد ہی واپس چلا گیا۔

شیطان کے چنگل میں

جب میں نے پہلی مرتبہ خط بنوایا اور اپنی شکل دیکھی تو مجھے بہت اچھا لگا اوپر سے لوگ میری شکل کی تعریف کرنے لگے کہ خط تو بہت اچھا لگتا ہے اب میں خط سنت کی وجہ سے نہیں بلکہ خوبصورتی کی وجہ سے

رکھنے لگا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے خط کے ڈیزائن بدلے، صحبتیں بدلیں، پھر نمازیں بھی چھوٹنے لگ گئیں میں راہ راست پر نہ رہا۔ 1996 میں میری شادی ہوئی۔ چھ ماہ بعد میں نے اپنی بیوی آسیہ کو اپنے پاس بلا لیا۔ وہ حضرت شیخ المکرم امیر محمد اکرم مدظلہ العالی کی بیعت تھی اس نے مجھے ذکر کرنے کیلئے کہا میں ہنسا اور الٹا اس کا مذاق اڑایا اور شیخ المکرم کی تصویر بھی کمرے میں لگانے میں منع کر دیا۔ اس کی ایک وجہ دین سے دوری تھی دوسرے مطالعہ کی کمی کہ میں نے فضائل اعمال میں ذکر کے بارے میں تو پڑھا تھا لیکن اس طرح پاس انفاس کا ذکر نہیں پڑھا تھا اس لئے میں نے اسے ایک ڈھونگ سمجھا۔ ڈیڑھ سال اسی طرح گزر گیا ایک دن مجھے حدیث پاک کی ایک کتاب مل گئی میں نے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک دن دفتر میں بیٹھا ہوا اس کا مطالعہ کر رہا تھا کہ لاہور سے بھائی کا ایک قریبی دوست آ گیا اور ہنس کر کہنے لگا یہ سب بیکار کتابیں ہیں (نعوذ باللہ) صرف قرآن ہی اصل کتاب ہے جس کا مطلب بھی صرف کوئی فقیر ہی سمجھ سکتا ہے اور ایک فقیری لائن کا بتایا جس میں اہمیت صرف روح کی تھی جسم، داڑھی، لباس، پاکی، ناپاکی، وجود بے معنی تھے میں یہ سوچ کر شاید یہ راستہ بھی اللہ کی طرف جاتا ہے لہذا اسکے ساتھ ان عقائد و نظریات میں انڈرسٹینڈنگ ہو گئی آہستہ آہستہ آسیہ کو بھی اپنے عقائد و نظریات میں شامل کر لیا جو نہ چاہتے ہوئے بھی میرے ساتھ نمازیں روزہ تسبیحات چھوڑ بیٹھی ہمارے نزدیک حج، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ، نمازیں یہ سب کچھ جسمانی ورزشیں تھیں داڑھی صرف وجود کا چہرہ پر سجانا اور دکھانا تھا اس طرح میں اور آسیہ 3 سال تک ان بدعقائد و شیطانی نظریات کی دلدل میں دھنسے رہے کسی کے سمجھانے نہ سمجھتے بلکہ آگے سے دلیلیں دیتے اور علیحدہ ہو جاتے وہ دوست قطر چلا گیا ٹیلی فون اور فیکس پر رابطہ رہتا پھر وہ بھی ختم۔ ابوظہبی اور پاکستان میں سب کو ہمارے ان کفریہ عقائد اور نظریات کا پتہ چل چکا تھا اس دوران اللہ کریم نے مجھے بیٹی سے نوازا۔ آسیہ پہلی بار بیٹی کے ساتھ پاکستان آئی آسیہ کی طرف سب اکٹھے ہو گئے اُسے سمجھانے خاص طور پر جناب خالد چشتی صاحب (صاحب مجاز اللہ انہیں جزائے خیر دے) اور باجی منزہ (ان کی اہلیہ جو آسیہ کی رشتے دار ہیں)۔ آخر خالد بھائی نے آسیہ کو ذکر کرنے پر آمادہ کر لیا پہلے ہی ذکر میں چند لمحے بعد آسیہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور خود اس کو ان سارے کفریہ عقائد و نظریات کی ظلمت اور وہ سارا عرصہ دین سے اور اللہ سے دوری کا شدت سے احساس ہونے لگا۔ اس نے خالد بھائی اور بہنوں کو سب کچھ سنا دیا اور رو رو کر توبہ کر لی۔ پھر آسیہ نے غسل کیا اور دوبارہ کلمہ پڑھ کر الحمد للہ مسلمان ہوگئی وہ جو عرصہ 3 سال کی کفریہ نحوست تھی وہ سلسلہ عالیہ کی برکات اور شیخ المکرم کے فیض عام کے صدقے چند ہی سیکنڈ میں ذکر سے دور ہو گئی اور وہ سارا کفریہ عقائد والا تانا بانا ٹوٹ کر چکنا چور ہو گیا۔ کیا خوب کہا ہے علامہ مرحوم نے "نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"۔

اب آسیہ ابوظہبی آ کر مجھے بھی سمجھانے لگی میں سنتا آگے سے کچھ نہ بولتا اور کہتا پاکستان جاؤنگا تو ذکر کرونگا وہ کوششیں اور دعائیں کرتی رہتی میں جب بھی دوست کا نام لیتا یا ان عقائد و نظریات کا تو وہ ایکدم جیسے آگ بگولا ہو جاتی اور لڑتی میں پاکستان دو دفعہ آیا پر خالد بھائی سے ملاقات نہ کرتا پھر اللہ کریم نے مجھے ایک اور بیٹی سے نوازا میں نے آسیہ اور دونوں بیٹیوں کا ویزہ

لگوا کران کو u.k بھیج دیا اور خود پاکستان آ گیا میرا یو کے کا ویزہ وہاں نہ لگ سکا سو یہاں آ کر کوششیں کرنے لگا حالات سخت ہوتے گئے امریکہ دھماکے، پھر لندن ٹرین کا حادثہ، مسلمانوں اور خاص طور پر پاکستانیوں پر سختی تھی میں ڈیڑھ سال کوشش کرتا رہا لیکن پاکستان میں بھی مسلسل کوشش کے باوجود میرا u.k کا ویزہ نہ لگ سکا۔ آسیہ کا لندن میں خالد بھائی کے ساتھ فون پر رابطہ تھا وہ باقاعدگی سے ذکر کر رہی تھی اور ذکر سے روحانی قوت اور قلبی سکون پا رہی تھی ان کیفیات میں وہ رو رو کر مجھے خالد بھائی کے پاس جا کر ذکر کرنے کو کہتی اور نماز کی تلقین کرتی جو دولت اس کے پاس تھی وہ مجھے بھی لینے کیلئے اصرار کرتی۔ پر شاید میری قسمت میں ابھی تھوڑا وقت تھا (آسیہ یہ سب اپنی آپ بیتی میں انشاء اللہ لکھے گی)

ایک دن دروازے پر ایک دبلا پتلا نوجوان آیا ہلکی داڑھی سر پہ ٹوپی ہاتھ میں قرآن اور وظائف کی چھوٹی چھوٹی کتابیں، مانگنے لگا میں نے انکار کیا تو کہنے لگا میں ہاتھ بھی دیکھتا ہوں اور قسمت کا حال بتاتا ہوں پریشان میں پہلے ہی تھا اس نے حساب لگا کر بتایا کہ کسی عورت نے سفر، صحت اور ترقی باندھی ہوئی تھی اور تمہاری بیوی ملک سے باہر ہے اسکے سر میں اکثر درد رہتا ہے میرے حل پوچھنے پر اس نے ایک عمل کرنے کو کہا کہ گھر سے تعویذ نکالنے پڑیں گے لیکن ان کیلئے 30 سورۃ یاسین اور 20 قرآن جو مزاروں پر پڑھے ہوئے ہوں وہ خرید کر مسجد میں رکھنے ہوں گے میں نے جواب دیا کہ میں تو مزاروں پر جاتا نہیں ہوں میں کہاں سے اکٹھے کروں گا تو اس نے جواب دیا کہ میرے پاس ہیں مجھ سے خرید لیں میں نے حامی بھر لی دوسری مرتبہ وہ تیس (30) سورۃ یسین اور بیس (20) قرآن پاک مکمل لے آیا جو میں نے خرید لیے اور قریبی مسجد میں رکھوا دیئے پھر اس نے مجھے کہا کہ گھر میں سے تعویز نکالنے پڑیں گے جس کیلئے اس نے مجھے ایک تحریر لکھنے کو کہا میں نے وہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر اس کی ہدایت کے مطابق لکھا کہ "تم کوئی بھی ہو میرا پیچھا چھوڑ دو میں تمہاری ہر بات مانوں گا" اس نے دھاگے کی ایک نلکی منگوائی اور اس تحریر شدہ کاغذ کو لپیٹ کر اس کے اوپر دھاگہ لپیٹنا شروع کیا اور مجھے پانی کا گلاس لانے کو کہا جب پانی لایا تو اس نے وہ دھاگے سے لپٹی ہوئی تحریر گلاس میں ڈال دی پھر اس نے مجھے کہ میں باہر گلی میں ٹہلتا ہوں تم پانچ منٹ تک اونچی آواز سے "یا حی یا قیوم" پڑھتے رہو کمرے کی چیزیں ہلیں گی کوئی آواز آئے گی تم نے ڈرنا نہیں وہ تعویز چھوڑ کر یہ تحریر لے جائے گی تم یہ دو موبائل راڈو گھڑی اور اپنا پرس مجھے دے دو یہ تمہارے پاس ٹھیک نہیں ہے لیکن میں نے اسے نہ دیا ایک الماری میں رکھ دیا پھر میں پانچ منٹ تک ڈرتے ڈرتے "یا حی یا قیوم" پڑھتا رہا کمرے میں کسی قسم کا اثر ظاہر نہ ہوا پانچ منٹ کے بعد میں نے اسے بلا لیا اب وہ صوفے پر بیٹھ کر پڑھنے لگا اور ساتھ ساتھ دھاگہ کھولنے لگا اچانک وہ صوفے سے گرا اس کی آنکھیں باہر آنے لگیں ہاتھ پیر پھولنے لگے اور مجھے جلدی جلدی آیت الکرسی پڑھنے کو کہا تھوڑی دیر بعد دھاگہ کھل گیا اور اسکی جان میں جان آئی اندر سے میری تحریر غائب تھی اور اسکی جگہ ایک تعویز تھا جس پر خون کا نشان تھا اس پر تحریر تھا "میں اپنے خون سے لکھتی ہوں صحت، ترقی، سفر، بندش اور 5 پانچ بکرے دیتی ہوں اور مزید بھی دونگی" اب وہ لڑکا کہنے لگا اب یہ پانچ بکرے ہی اس کی قیمت ہے اب یہ کیسے اور کہاں دینے ہیں؟ اس کیلئے میں نے اس کی

ہدایت پر ایک کلو بڑا گوشت اور 6 انڈے بازار سے خرید کر اس کو دیئے پھر موٹر سائیکل پر میرے پیچھے بیٹھ کر وہ مجھے قریبی قبرستان لے گیا اس نے گوشت پھینک دیا اور کچھ پڑھنے لگا اور مجھے ایک ایک انڈہ توڑنے کو کہا جب میں انڈے توڑنے لگا تو پھر اس کی ویسی ہی حالت ہونے لگی زمین پر لوٹنے لگا اور مجھے انڈے جلدی جلدی توڑنے کو کہا دو تین انڈوں کے بعد ایک انڈے میں سے ایک تعویذ نکلا پھر اسکی حالت سدھرنے لگی کھول کر پڑھا تو لکھا تھا ''یہ سفلی عمل ہے میں ایک ہندو جن ہوں 5 بکرے جھٹکا کر کے کسی قبرستان میں پھینک دو اور مڑ کر نہیں دیکھنا تو تم آزاد ہو'' میں نے اس لڑکے سے کہا کہ میں کیسے بکروں کو جھٹکا کروں گا تم مجھ سے پیسے لے لو اور یہ عمل خود ہی کر لینا اس نے کہا ٹھیک ہے 3 دن میں پیسے کرنا اگر بکرے دیر سے دیئے تو تمہاری جان کو خطرہ ہے یہ گھر میں کچھ بھی کر سکتا ہے پھر اس نے مجھے ہدایت کی کہ یہ تعویذ چلتے پانی میں پھینک دینا زیادہ دیر اس کو اپنے پاس نہ رکھنا میں نے راوی میں آ کر تعویذ پھینکا اور بکروں کے پیسے کا بندوبست کرنے لگا میں خوف کی وجہ سے 3 چار راتیں نہیں سویا جب تک پیسے کر کے اسے دے نہیں دیئے میں نے پانچویں دن اسے 25000 روپے دیئے پھر وہ چلا گیا ایک نمبر پر میرا اسکا رابطہ رہا پھر میں نے وہ بھی نہ کیا اور دل بوجھل سا ہونے لگا دعا کرتا کاش اس نے بکروں کو جھٹکا نہ کیا ہو، پیسے کھا جائے، حلال جانور کو ایسے حرام طریقے سے اور تکلیف سے نہ مارے۔

اندھیرے سے روشنی کی طرف

کچھ دن بعد آسیہ کا فون آیا کہ میں پاکستان آ رہی ہوں اور وہ واپس آ گئی۔ عجیب کیفیات تھیں میں فارغ تھا اور جانے کی دھن میں تھا کہ بچے آ گئے آسیہ مطمئن اور پرسکون اور میں کہیں زیادہ بے سکونی کے عالم میں۔ سارے ان کے آنے سے بہت خوش تھے ان میں کچھ تو بہت خوش جیسے طنزاً خوشی ہو۔ ملنے ملانے کے بعد رات کمرے میں آئے میں پہلی بار نماز پڑھنے لگا بد دلی کیساتھ ایکٹنگ کرتے ہوئے۔ آسیہ نے کہا کل ہم خالد بھائی کی طرف جائیں گے ذکر کریں گے میں نے کہا اب میں نماز تو پڑھنے لگا ہوں آسیہ نے کہا یہ ایکٹنگ کی نماز نہیں پڑھنی ورنہ میں آپکو چھوڑ کر جاؤنگی ساتھ نہیں رہونگی۔ بات اخلاق کیساتھ تھی دھیمے لہجے میں اور کیفیات سے پر، جیسے دل میں اتر گئی ہو اس بات میں درد تھا میں نے اوکے کہا اور کوئی بات کیے بغیر دوسرے دن جناب خالد حسین بھائی کے گھر چلے گئے جو واٹن میں ہمارے گھر کے پاس پیدل 10 منٹ کی مسافت پر تھا۔ انہوں نے اور انکی اہلیہ منزہ نے پیار محبت اور شفقت کیساتھ ہمیں wellcome کیا جمعہ کا دن تھا اجتماعی ذکر تھا طریقہ ذکر بتایا کوئی وعظ کوئی تبلیغ کوئی بیان کچھ نہیں کہا ذکر شروع ہوا کچھ ہی منٹ میں عجیب کیفیات طاری ہونے لگیں دل میں، سینے میں، وجود میں جیسے بہت Heat آ رہی ہو ذکر میں ہچکی بندھ گئی میں سارے ذکر میں روتا رہا زور زور سے خود ہی ذکر ہوتا جا رہا تھا ذکر کے دوران نافرمانیوں اور کفریہ عقائد ونظریات کی میل اترنے لگی کفریہ اندھیرا چھٹا روشنی ظاہر ہوئی وہ ساری عمر جو ذکر کے بغیر گزری اس پر شدت سے ندامت ہونے لگی میں رو رہا تھا اور دل میں یہ حسرت تھی کہ جب آسیہ نے پہلی مرتبہ ذکر کیلئے کہا تو میں نے اس کا کہنا کیوں نہ مانا کفر میں بیتے ہوئے دن راتیں اور وہ لمحات اور زندگی کھوکھلی اور بے وزن نظر آنے لگی مغرب کا ذکر کر کے آئے، گھر نہایا وضو کیا چپ لگ گئی عشاء کی نماز رو رو کر ادا کی گھر آ کر میں نے اجتماعی ذکر

کیا حضرت مدظلہ العالی کی C.D لگا کر اپنے شیخ کو دیکھتا رہا اور سنتا رہا دل ہلکا پھلکا اور مطمئن ہو گیا تہجد کا اجتماعی ذکر کیا نوافل پڑھے مسجد میں فجر کی نماز پڑھی الحمد اللہ ذکر کی بدولت عقائد و نظریات کی اصلاح ہو گئی اور اعمال کی توفیق ہو گئی اللہ کریم نے وہ خوبصورت موسم بہار نصیب کر دیا جسکے ہم قابل نہ تھے پانچوں نمازیں تہجد، تسبیحات اور تلاوت رو کر رو کر ادا ہونے لگے رمضان کے آخری عشرہ میں میرا ہم زلف عرفان (سعودیہ)، آسیہ کا بھائی بابر ہم تینوں خالد چشتی بھائی کے ساتھ دار العرفان، منارہ پہنچ گئے وہاں کی ہوا، وہاں کا موسم، ماحول اور ساتھیوں کی صحبت نے ایسا عجیب دلی سکون اور عجیب کیفیات قلبی پیدا کیں جو بیان سے باہر ہے۔ دوسرے دن جمعہ سے پہلے حضرت مدظلہ العالی تشریف لائے۔ منبر کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھیں خوشی سے نم ہو گئیں۔ دیکھنے میں عجیب کیفیات دل پر وارد ہونے لگیں۔ ہم کو اور بہت سارے دوسرے لوگوں کو اللہ کریم نے بیعت کی سعادت سے نوازا۔ بیان سنا۔ جمعہ کے بعد مصافحہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہاتھوں کو چوما سینے سے لگایا۔ شاید ہم میں سے کوئی ہمارے شیخ المکرم کی شان و عظمت پر کچھ نہ کہ پائے مگر ہمارے دل کی گہرائیوں سے یہ دعائیں نکلتی ہیں اور نکلتی رہیں گی انشاء اللہ۔ اللہ ہمارے شیخ المکرم مدظلہ العالی کے دنیا میں برزخ میں، حشر میں، جنت میں بہت درجات بلند کرے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ ان سے کیفیات قلبی اور فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جنکو اللہ کریم نے ایسے دور میں ہم جیسوں کی حقیقی راہنمائی شریعت و کیفیات کے ساتھ نصیب فرمائی۔ ہم نہ صرف جہنم کی دیواروں پر بلکہ اندر لٹکے ہوئے تھے ہمیں وہاں سے نکال کر مقدس جماعت میں شامل کیا جسکی کمانڈ خود رحمت دو عالم حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہے بلکہ انکے سینہ اطہر ؐ سے نکلنے والی کیفیات قلبی کے سمندر سے چند بوندیں بھی نصیب فرما دیں اور نبی رحمت ﷺ کی محبت اور اطاعت کی راہوں پر گامزن کر دیا ہم بیعت ہو کر واپس آئے۔ اب میں گھر میں اور رشتہ داروں میں ذکر کی دعوت دینے لگا وہ درد آ گیا کہ سب ہی یہ دولت حاصل کر لیں لیکن ہماری مخالفت بڑھنے لگی اور آخر دو سال وہاں اس ماحول میں رہنے اور پھر دائرہ تنگ ہونے کی صورت میں اللہ نے ہمیں وہاں سے نکال کر دوسری جگہ شفٹ کر دیا 3.2 مہینے تک اللہ مجھے عرصہ بعد بیٹے کی دولت سے نوازنے والا تھا اور ایسے میں وہاں سے شفٹ ہونا کم تکلیف دہ نہیں تھا پر ہم دونوں کو وہاں سے نکلنے میں جتنا قلبی سکون اور دلی اطمنان پہلے کبھی نہ تھا دراصل اس ماحول میں ان سب میں جو دشمن تھا وہ اس کیفیات اور اس ذکر قلبی کی دولت کا دشمن حاسد شیطان تھا جو ہماری نمازوں، روزوں، تلاوت تسبیحات بھی سکون میں رہتا ہے کیونکہ ان میں قلبی کیفیات شامل نہیں ہوتیں بے چین وہاں ہوتا ہے جہاں اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کوئی قلبی تعلق جوڑنے کی کوششیں کرتا ہے۔ اللہ کریم نے مجھے بیٹا عطا کیا خوبصورت، صحت مند اور تندرست۔ اسکا نام سبحان اللہ رکھا ہم نے سب کچھ درگزر کرتے ہوئے خوشی کے ساتھ سب کی طرف مٹھائی تقسیم کی ان میں سے بعض نے مٹھائی قبول نہ کی اور آ کر مبارکباد بھی نہ دی۔ ہم نے محسوس نہ کیا آخر سبحان دو سال کا ہوا ایک رات آسیہ ایکدم نیند سے اٹھ کر بیٹھ گئی سانس رکنے لگا ہم دونوں کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور تیز تیز ذکر کرنے لگا کھڑکی کے ساتھ ہی ہمارا بیڈ تھا ہم دونوں نے باہر گلی میں ٹھاہ کی آواز سنی دراصل یہ ہنڈیا ٹوٹی تھی ہم دونوں کے دل تیز تیز خود ہی ذکر کرتے جا رہے تھے تھوڑی دیر میں ہی آسیہ کی طبیعت بہتر ہونے لگی ہم نے اجتماعی ذکر کیا ساتھ ہی سبحان ذکر کر اٹھ گیا جیسے اسکو کوئی چیزیں نظر آتی ہوں وہ اوپر اشارہ

کرتا ہم نے اسکو اللہ ھو کہنے کو کہا لیکن اس کے منہ سے آواز نہیں نکل پا رہی تھی لیکن ہم بھی کوششیں کرتے رہے تھوڑی دیر بعد اس نے اللہ ھو کہا پھر بار بار کہنے سے ہی اسکو بھی سکون آنے لگا اور پھر سو گیا تہجد تک جاگتے اور ذکر کرتے رہے تھوڑی دیر بعد دل تیز تیز ذکر کرنے لگتا کہ جیسے کوئی ہوائی چیزوں کی آمد ہوتی ہو تھوڑی دیر ذکر کے بعد پھر ماحول ہلکا ہو جاتا دوسرے دن 12 بجے ہی سے یہ کھیل شروع ہو گیا۔ ہمارے پاس یہی ہتھیار تھا (اللہ کریم کا احسان ہے) ذکر کا ہتھیار اور دوسرے شیخ المکرم کی توجہ۔ تیسرے دن 10 بجے یہ عمل شروع ہو گیا۔ آسیہ اور سبحان پر وار ہو رہے تھے دوسری بیٹیاں فاطمہ اور عائشہ ڈرتے بس اٹھ جاتے پھر سو جاتے صرف سبحان ادھر ادھر اشارے کرتا کہ جیسے چیزیں نظر آ رہی ہوں ہم نے خالد بھائی کو بتایا وہ گھر تشریف لائے کچھ پڑھ کر پھونکا اور مشورہ دیا کہ حضرت شیخ المکرم مدظلہ العالی سے تعویز لے آئیں ہم سبحان اور عائشہ کو لیکر حضرت جی (مدظلہ العالی) کے پاس دارالعرفان چلے گئے تعویز لیا ہمارے شیخ المکرم نے توجہ دی ایسے لگا جیسے بہت ساری قوت مل گئی ہو اس طرح 7 دن میں 7 ہنڈیا ٹوٹیں ہمارے کمرے میں اتنی Heat تھی کہ پسینے آتے تھے حالانکہ جنوری کا End تھا اور موسم اچھا ٹھنڈا۔ جب ہنڈیا ٹوٹتی اسکے بعد اور دن کو بھی اکثر دل تیز تیز دھڑکنے لگتے اور ذکر کرنے لگتے سبحان ڈرنے لگتا تو ایسا لگتا جیسے کوئی فوج کی فوج ہمارے کمرے میں گھس آئی ہو اللہ کی حفاظت، سلسلہ عالیہ کی نسبت اور برکات کے طفیل ہمارے شیخ المکرم کی توجہ سے اللہ نے آسیہ کو اور سبحان کو دوسری زندگی عطا فرمائی ہم نے سب کچھ درگزر کر کے پھر سب کی طرف Move کیا اور ذکر کی دعوت دی دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان سب کو بھی شیطان کی گرفت سے نجات دے (آمین) جو کہ ذکر قلبی کے بغیر محال ہے۔

اللہ اب ہمیں اویسیہ سوسائٹی لے آیا ہے اسکا لاکھ لاکھ شکر ہے بڑے حضرت جی رحمت اللہ علیہ کی خواہش پر بنائی ہوئی یہ سوسائٹی نقشبندیہ اویسیہ لاہور کا مرکز اس میں ہمارا آنا اور رہنا یہ سب ہم گناہگاروں پر اللہ کا احسان ہے۔ بہت بہت احسانات ہیں حضرت محمد ﷺ کے طفیل ہمارا مشائخ عظام کے اور ہمارے شیخ المکرم کے (اللہ درجات بلند کرے) ورنہ ہم تو جس راستے جس منزل کیطرف جا رہے تھے جن حالات سے گذرے وہ بے شک جہنم سے کم نہیں تھے۔ بے مہار زندگی، بے لگام زندگی، بے مقصد زندگی اللہ کا شکر ہے کہ اب منزل بھی ہے اور راستہ بھی صاف ہے ولی کامل، مقدس جماعت کے شفیق مجازین اساتذہ اور محبت اور اخوت سے لبریز ساتھیوں کی معیت نصیب ہے اللہ ہمیں شیخ المکرم کی قیادت باسعادت میں نفاذ اسلام کی رونقیں اور بہاریں دیکھنا نصیب کرے اور اللہ غزوۃ الہند کے شہیدوں میں ہماری جان و مال کے ساتھ قربانی قبول کرے (آمین ثم آمین)

کھول کتاب تے زندگی اپنی ساری ویکھ
کوئی آں رات رب دی یاد وچ گذاری ویکھ
کر عشق الٰہی نال محمد اطاعت گذاری ویکھ
تیری کھلدی زندگی دی پھلواری ویکھ
بیٹھ یکسو تے کر اللہ ھو اللہ ھو
میرے مرشد نوں ملن دی کر کے تیاری ویکھ
اتھے دھلدی تن من دی میل ساری ویکھ

اکرم التفاسیر

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

10-06-2011

برے لوگوں اور عذابوں سے نجات۔ توبہ

الحمد لله رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حسبه محمد و آله و اصحابه اجمعین

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ لَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ .... ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ۔

(الاعراف: 130 تا 141)

اللھم سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

مولایا صلے وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

جادوگر شہادت پا گئے اپنی منزل پا گئے۔ فرعون اور اسکی قوم نے بھی وہی معجزہ دیکھا تھا لیکن چونکہ وہ اپنے تکبر کے اسیر تھے انہیں توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ انہوں نے تو حق کے خلاف پروپیگنڈا کیا اور حق سے روکنے کے لئے تدابیر کیں۔ ان آیات میں اللہ کریم کے بے پایاں کرم کا بیان ہے کہ بندوں کے انکار کے باوجود انہیں اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے مختلف حالات سے گزارتے ہیں۔ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ اس مقابلے کے بعد بھی کم وبیش بیس سال موسیٰ علیہ السلام تبلیغ کرتے رہے۔ مختلف آزمائشیں اللہ کی طرف سے آتی رہیں۔ فرعون اور اس کی قوم کو مہلت دی جاتی رہی لیکن ان کا مزاج مسخ ہو چکا تھا ان میں اپنی برائی، تکبر اور دنیا کا لالچ بھر چکا تھا تو انہیں توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ اللہ ایسے کریم ہیں وہ فرماتے ہیں اس کے بعد بھی جب انہوں نے نہ مانا ایمان نہ لائے وَ لَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ تو ہم نے فرعون اور اس کی قوم پر قحط سالی بھیج دی۔ وہ جو مال و دولت اور فصلوں کی فراوانی تھی وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور وہ جو پھلوں کی بہتات تھی اس میں کمی کر دی۔ یعنی جب من جانب اللہ مسائل آجاتے ہیں، بیماری آجاتی ہے، روزگار چھوٹ جاتا ہے، نوکری چلی جاتی ہے، کاروبار میں نقصان ہو جاتا ہے تو یہ یقینی بات ہے کہ کوئی چیز اس کائنات میں از خود نہیں ہوتی۔ ہر چیز اللہ کے طے کئے ہوئے پروگرام کے مطابق ہوتی ہے۔ لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کوئی ذرہ اللہ کریم کے حکم یا اجازت کے بغیر حرکت نہیں کرتا۔ تو جب بھی یہ مسائل پیش آتے ہیں تو لوگ منتیں اور خوشامدیں کرتے ہیں، لوگوں سے سفارشیں کراتے ہیں، رشوتیں دیتے ہیں، عاملوں کے پاس جاتے ہیں، تعویز گنڈے کراتے ہیں حالانکہ ان چیزوں کا علاج یہ نہیں ہے۔ یہ چیزیں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور اس لئے ہوتی ہیں کہ بندے کو احساس ہو کہ میں کمزور ہوں اور مجھے اللہ کریم سے معافی طلب کرنی چاہیے اور اللہ سے مدد مانگنی چاہیے۔ سو یہ موقع اللہ نے فرعون کی قوم کو بھی دیا اور فرمایا کہ بھئی پہلے فصلیں ہوتی تھیں، دریائے نیل سے کھیتوں کو سیراب کرتے تھے۔ دریا کا پانی دور دور تک لے جاتے تھے، بہت پھل ہوتے تھے

تو ہم نے قحط سالی بھیج دی۔ دریا کا پانی ختم کر دیا۔ وہ پانی چڑھے گا تو کہیں جائے گا۔ قحط سالی آ گئی، بارشیں نہ ہوئیں، پانی کم ہو گیا پھر فصلیں نہ ہو سکیں۔ پھل اور میوہ جات کے جو درخت تھے وہ سوکھنے لگے۔ جب پانی نہ ملا پھل کیسے لگتے؟ مقصد کیا تھا؟ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ یہ اس لئے کہ یہ نصیحت حاصل کر لیں۔ کل فردا، قیامت میں یہ نہ کہیں کہ یا اللہ ہم سے غلطی ہوئی ہم نے معجزات کا انکار کر دیا لیکن آپ نے بھی ہمیں مہلت تو نہیں دی۔ آپ نے بھی ہمیں فوراً تباہ کر کے رکھ دیا۔ فرمایا بندہ بندہ ہے، مخلوق ہے، عاجز ہے۔ اللہ رب العالمین ہے، وہ جو کام کرتا ہے اپنی شان کے مطابق کرتا ہے۔ اتنے بڑے معجزے کا ظہور ہوا۔ اللہ کے دو نبی اُن کے پاس تشریف لائے اس پر بھی انہوں نے اسے جادو قرار دے دیا۔ فرمایا ہم نے اُن پر تنگدستی بھیج دی۔ فصلیں خراب ہو گئیں، قحط سالی پڑ گئی، پھل خراب ہو گئے۔ مقصد یہ تھا کہ اس تکلیف میں مبتلا ہو کر یہ توبہ کریں اللہ کے نبیؑ کا دامن تھامیں، اُس کی اطاعت کریں اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔ لیکن اس قوم کا عجیب حال تھا۔ فرمایا فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ اگر کوئی بات اچھی ہو جاتی کہیں سے کوئی منافع ملتا یا اچھی خبر آ جاتی تو کہتے یہ تو ہمارا کمال ہے، یہ میں نے کیا، یہ میری عقل کا کمال ہے، میرے علم کا کمال ہے، یہ تجویز میری تھی اس لئے ہمیں فائدہ ہوا۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى اور اگر انہیں کوئی مصیبت آ جاتی تو کہتے یہ تو (معاذ اللہ) موسیٰ کی نحوست ہے ان کی وجہ سے ہم پر یہ نحوست آ گئی۔ بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ موسیٰ اور اُن کے ماننے والے یعنی مسلمانوں کی وجہ سے ہم پر یہ نحوست آ گئی۔

بڑی عجیب بات ہے یہ کہا جاتا ہے دنیا بدل گئی، گلوبل ولیج بن گئی یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ گذشتہ روز ہمارا ایک دانشور ٹیلی وژن پر کہہ رہا تھا کہ ہم کوئی قرون اولیٰ اور قرون وسطیٰ میں نہیں رہتے ہم اکیسویں صدی میں ہیں۔ ہمارے پاس دانشور ہیں، ہمارے پاس جاننے والے لوگ ہیں۔ میں نے کہا جن کو تم طعنہ دے رہے ہو اُن کا عدل تو مثالی تھا تمہارا ظلم مثالی ہے۔ ہم کیا سمجھیں تمہارے پاس دانشور ہیں یا بدمعاش ہیں۔ کچھ بھی نہیں بدلا آج بھی وہی کچھ ہے۔ بڑا خوبصورت شعر کسی نے کہا ہے۔

بات بن جائے تو شان وہ تدبیر کی ہے
اور بگڑ جائے خطا کاتب تقدیر کی ہے

جو کچھ فرعونی تب کہتے تھے بھٹکے ہوئے لوگ آج بھی وہی کہتے ہیں۔ اگر کسی کا کام سدھر جائے تو کہتا ہے یہ میرا کمال ہے۔ بگڑ جائے تو کہتے ہیں بس لکھا ہی ایسا ہوگا۔ اللہ کی مرضی ہے۔ اللہ کریم نے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے ایک بندے کو قتل کرنا ایسا ہے جیسا انسانیت کا قتل کرنا ہے لیکن لوگ قتل کر دیتے ہیں، پھر کہتے ہیں "لکھا ہی یہ ہوگا"۔ تو کیا بدلا؟ میں تو سمجھتا ہوں جو فرعون اور آل فرعون کہتے تھے کوئی مصیبت آتی تو وہ کہتے وہ موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کی نحوست ہے۔ آج بھی جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں یہ مولوی اور مدرسے جہاں قال اللہ اور قال رسول پڑھایا جاتا ہے یہ اُن کی نحوست ہے ان کی وجہ سے سب کچھ ہو رہا ہے۔ کیا بدلا ہے پھر؟ کہیں کوئی حادثہ ہو جائے تو دینی اداروں پر حرف آئے گا۔ کبھی کسی نے چور اچکوں کو، جوئے کے اڈوں کو، شراب خانوں کو الزام دیا ہے؟ کبھی کسی نے کہا ہے یہ سینما گھر فحاشی پھیلا رہے ہیں، کبھی کسی نے کہا ہے کہ ہمارے یہ ٹی وی کے اشتہار سراسر بے حیائی اور فحاشی پھیلا رہے ہیں، کبھی کسی نے کہا ہے یہ مار دھاڑ کی فلمیں جو ہیں یہ لوگوں کو مار کٹائی کا راستہ دکھا رہی ہیں؟ نہیں جب کوئی حادثہ ہوگا تو کہیں گے یہ دینی مدارس جہاں دین

پڑھایا جاتا ہے اور یہ مولوی اور علماء ہی ہیں یہ انہی کی نحوست ہے۔ یہی بات وہ بھی کہتے تھے جب کوئی مصیبت آتی تو کہتے موسیٰ اور اُس کے ساتھیوں کی نحوست ہے۔ فرمایا اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ خوب اچھی طرح جان لو جو لوگ نبی ؐ کا انکار کرتے ہیں یا نبی ؐ کا اتباع نہیں کرتے اُن کا جو عمل نبی ؐ کے ارشاد یا عمل کے خلاف ہے اس کی نحوست اللہ کے پاس محفوظ ہے وہ نحوست اُن ہی پر پڑتی ہے اُس کی مصیبتیں اُن ہی پر نازل ہوتی ہیں۔

دنیا میں جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں جو فساد برپا ہوتے ہیں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (روم:41) وہ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے آتے ہیں تو فرمایا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی کرتا ہے جس طرح فرعونیوں نے موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی اس بدکار کے اُس برے کردار کی نحوست اس کی تباہی کے لئے کافی ہے۔ اسے کسی پر الزام نہیں دینا چاہیے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ o لیکن لوگوں کی اکثریت اس حقیقت سے بے خبر رہتی ہے۔

آج دہشت گردی کے بڑے علاج ڈھونڈے جاتے ہیں۔ قتل و غارت گری کو روکنے، رشوت ستانی اور دیگر برائیوں کو روکنے کے بہت حل تجویز کیے جاتے ہیں لیکن ان تمام مجوزہ علاجوں میں سے میں کوئی یہ علاج نہیں بتاتا کہ اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ حضور ﷺ کا اتباع کرلو، آپ ﷺ کی تعلیمات کو سیکھو۔ اس طرف کوئی نہیں جاتا۔

جنرل ایوب خان نے شروع شروع میں جب یہ BD سسٹم یعنی بنیادی جمہوریت کا نظام رائج کیا تو اس کے تحت یونین کونسل اور ان کے تحت باقاعدہ محکمے بنے۔ محکموں میں جو افسران بھرتی ہوئے وہ امریکہ تک کورس کرنے گئے۔ اس علاقے کی یونین کونسل کا ایک ضلعی سطح کا افسر جب امریکہ سے کورس کرکے پلٹا تو اس نے یونین کا دورہ کیا۔ یہاں نور پور بھی آیا۔ علاقے کے ان لوگوں کو بھی بلایا جو یونین کے ممبر تو نہیں تھے لیکن علاقے کے مدبر افراد تھے۔ اُس میں انہوں نے مجھے بھی بلالیا حالانکہ میں یونین وغیرہ کا ممبر نہیں تھا لیکن ویسے ہی انہیں خیال آگیا ہوگا۔ انہوں نے مجھے بھی بلالیا۔ تو ہم نے اس کی تقریر سنی سکول کا ہال کمرہ تھا ہم اس میں بیٹھے تھے۔ تو اس نے بتایا میں امریکہ سے یہ سیکھ کر آیا ہوں کہ آپ دفتر میں بیٹھے ہیں آپ کے پاس کوئی سائل آجاتا ہے تو آپ سب سے پہلے یہ سوچیں کہ یہ بندہ جو دور دراز سے اپنا کام چھوڑ کر کرایہ خرچ کرکے آیا ہے اسے کوئی تکلیف ہے، اس کی بات سنیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کے متعلقہ محکمے سے ہٹ کر شکایت بیان کررہا ہو۔ وہ بات دوسرے محکمے کی ہو اور وہ دفتر دوسری طرف ہو تو بھی آپ اسے نہ ٹوکیں۔ اس کی پوری بات سن لیں۔ پوری بات سننے کے بعد اسے بتائیں کہ جس افسر سے اسے کام ہے اس کا دفتر تین کمرے چھوڑ کر چوتھا کمرہ ہے۔ اسے کہیں کہ آپ کی بات جائز ہے آپ وہاں تشریف لے جائیں وہ ضرور آپ کی مدد کرے گا۔ یہ خلاصہ تھا اس کی لمبی تقریر کا۔ تو مجھے انہوں نے کہا کچھ آپ بھی کہیے۔ میں نے کہا جی آپ بہت خوبصورت باتیں سیکھ کر آئے ہیں کہ سائل کو جھڑکیں نہیں، تسلی سے اس کی بات سنیں۔ اگر آپ سے متعلق ہے تو جو ہوسکتا ہے دیانتداری سے اُس کی مدد کریں۔ اس کا جو قانونی حق بنتا ہے وہ اسے دیں۔ آپ سے متعلق نہیں ہے، کسی دوسرے دفتر سے ہے تو اسے دوسرے دفتر تک پہنچنے کا راستہ بتائیں۔ چپڑاسی ساتھ کردیں، وہ اسے وہاں لے جائے بہت اچھی بات ہے لیکن مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ چودہ سو سال پہلے یہ ساری باتیں محمد رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائی تھیں آج تک علماء ان باتوں

کو پہنچا رہے ہیں، دہرا رہے ہیں۔ آپ نے کسی دینی ادارے کسی دیندار سے یہ باتیں نہیں سیکھیں۔ آپ یہ باتیں بھی سیکھنے امریکہ گئے اور آپ کو یہ سمجھ نہیں ہے کہ امریکہ وحشی ملک تھا۔ مغرب سارا وحشی تھا۔ برطانیہ اور یورپ میں رہنے والوں کو The cave man غاروں میں رہنے والا کہتے تھے۔ انہیں مکان بنانا نہیں آتا تھا تو وہ غاروں اور جنگلوں میں رہا کرتے تھے۔ جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو یہ سارے اصول انہوں نے اسلام سے لئے۔ کہاں تھا ان کے پاس انصاف، کہاں تھا عدل اور کہاں تھا قانون؟ وہ ایمان نہیں لائے لیکن انہوں نے اسلامی کردار اپنا لیا۔ آپ نے ایمان کا دعویٰ کر دیا کردار چھوڑ دیا تو دنیا کے نتائج بھی کردار پر مرتب ہوتے ہیں اور آخرت کے نتائج بھی کردار پر مرتب ہوتے ہیں۔ تو اللہ کریم فرماتے ہیں کہ انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ بدکاری برائی کی نحوست اللہ کے پاس پہنچتی ہے تو وہ اس نحوست کو مصیبت بنا کر اسی پر نازل کر دیتا ہے اسے دوسرے کو الزام نہیں دینا چاہیے۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں۔

وَ قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا وہ کہنے لگے موسیٰؑ آپ زور لگا لیجیے آپ جتنے چاہے معجزات دکھا لیجیے آپ ان معجزات اور اپنے دلائل سے ہم پر جادو کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ہم آپ پر ایمان لانے والے نہیں، ہم آپ کی بات کبھی نہیں مانیں گے۔ یعنی انہوں نے طے کر لیا، فیصلہ کر لیا کہ آپؑ کتنے دلائل پیش کریں، کتنے معجزات دکھائیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ان معجزات کی وجہ سے ہم پر کوئی جادو چلانا چاہتے ہیں۔ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ہم آپؑ کی بات کبھی نہیں مانیں گے۔ اُن کے اس سخت فیصلے کے بعد بھی اللہ کریم نے انہیں مہلت دی۔ وہ ایسا کریم ہے کہ وہ انکار کر رہے ہیں اور طے کر رہے ہیں کہ ہم کبھی نہیں مانیں گے۔ اس نے کہا خیر ہے پھر بھی مہلت دو انہیں کچھ اور مصیبتیں بھیج دو شاید مصیبت سے نرم ہو کر مان جائیں۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ ہم نے طوفان بھیج دیئے وَ الْجَرَادَ طوفان آیا موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھاگے یا موسیٰؑ! اپنے پروردگار سے کہیے ہم سے یہ مصیبت ہٹائے ہم ایمان بھی لے آئیں گے بنی اسرائیل کو بھی آپ کے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں گے۔ جب طوفان تھم گیا تو ظاہر ہے ہر طرف پانی پانی ہو گیا، کھیتیاں سرسبز وشاداب ہو گئیں، پھل آ گئے تو پھر اکڑ گئے کہنے لگے ہم تو نہیں مانتے۔ اللہ بے نیاز ہے پھر اس نے ٹڈیاں بھیج دیں اور اتنی ٹڈیاں آئیں مصر میں کہ وہ فصلیں بھی کھا گئیں، پھل دار درختوں کی چھال تک اتار کے کھا گئیں، گھروں کے دروازے تک کھا گئیں، گھروں کی لکڑیوں کو بھی کھا گئیں۔ پھر موسیٰؑ کی طرف بھاگے، لیکن جب اللہ نے مصیبت رفع کر دی تو پھر اکڑ گئے۔ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ پھر ہم نے اُن پر جوئیں یا گھن کا کیڑا بھیج دیا۔ اتنا کیڑا بھیجا کہ فرشوں پر، گلیوں میں، گھروں میں ہر جگہ کیڑے ہی کیڑے، جوئیں ہی جوئیں ہو گئیں۔ پھر بھاگے، معافی مانگی پھر جب سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو گیا تو پھر اکڑ گئے وَ الضَّفَادِعَ پھر ہم نے اُن پر مینڈک بھیج دیئے۔ ہر طرف مینڈک ہی مینڈک ہو گئے۔ چولہوں میں بھی مینڈک بھر گئے کوئی ہانڈی نہیں پکا سکتا تھا۔ پانی کے برتنوں میں بھی مینڈک، کپڑے کے صندوقوں میں بھی مینڈک، چارپائیوں پر بھی مینڈک، نیچے بھی مینڈک۔ نہ سونے کی جگہ نہ بیٹھنے کی جگہ رہی۔ اس پر بھی نہ مانے وَ الدَّمَ فرمایا ہم نے اُن کے لئے پانی کو خون کر دیا یعنی پانی موجود ہوتا تھا، برتن میں رکھا ہوا پانی ہوتا، گھڑے میں رکھا ہوا پانی ہوتا، دریا میں پانی چل رہا ہوتا لیکن جب کوئی فرعونی اس میں گلاس لیتا منہ کی طرف لے جاتا تو وہ خون

ہوجاتا۔ کپڑا دھونا چاہتے پانی لیتے، کپڑے پہ ڈالتے تو وہ خون ہوتا۔ ایٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ہم نے بڑی کھلی کھلی نشانیاں ان کو دکھائیں۔ کھلے کھلے معجزات دکھائے فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ o لیکن ان کی عقل نہیں تھی اُن میں تکبر اور اپنی بڑائی تھی اور وہ بہت جرم کرنے والے لوگ تھے۔ بڑے مجرم لوگ تھے۔ ایسے عجیب لوگ تھے فرمایاo وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ جب ان پر کوئی عذاب آجاتا قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ تو کہتے اے موسیٰؑ آپ کے پروردگار کا تو آپ سے وعدہ ہے کہ آپ کی جو دعا ہوگی اسے قبول فرمائے گا۔ آپ کی مدد فرمائے گا۔ ہمارے لئے دعا کر دیجیے ہم سے یہ مصیبت ہٹ جائے لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اگر ہم سے یہ مصیبت ہٹ گئی ہم آپ کی نبوت پر بھی ایمان لے آئیں گے اللہ کو بھی مانیں گے اللہ کی اطاعت اختیار کرلیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ جانے کی اجازت بھی دے دیں گے۔ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ اللہ کریم فرماتے ہیں جب موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے وہ مصیبت ٹل جاتی جب ٹھیک ہوجاتے تو وہ اپنے وعدے بھول جاتے۔ وعدے توڑ دیتے اور پھر اکڑ جاتے۔ بیس برس تک اللہ کریم انہیں مہلت دیتے رہے۔ مختلف بیماریاں، مختلف تکلیفیں، مختلف مصیبتیں بھیجتے رہے۔ غرض یہ تھی کہ یہ توبہ کریں اللہ کی راہ پہ آجائیں، اللہ کی نبیؑ کی اطاعت اختیار کریں۔ لیکن وہ باز نہیں آئے اس لئے کہ انہیں اپنی بڑائی کا بہت گھمنڈ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم بہت کچھ ہیں۔ کوئی نبی کوئی رسول اتنا دانشور نہیں جتنے ہم ہیں۔

مجھے بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے ہماری آج کی بیماری بھی یہی ہے۔ ہم دین کو، ارشادات پیغمبر کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے۔ خود کو مسلمان کہنے والا جو بڑا دانشور کہلاتا ہے وہ شریعت کو قدامت پسندی، پرانے خیالات اور گذری باتیں کہتا ہے۔ یہی تو فرعونی بھی کہتے تھے اور یہی سارے کافر، ابوجہل، ابولہب وغیرہ مشرکین عرب اور کافر کہتے تھے کہ یہ باتیں ناقابل فہم ہیں، ناقابل عمل ہیں۔ آج کا ہمارا برائے نام دانشور بھی یہی کہتا ہے۔ تو انہوں نے مان کر نہ دیا اکڑتے رہے جب کوئی مصیبت آتی پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے اور کہتے ہمارے لئے پروردگار سے دعا کیجیے۔ یعنی اپنے رب کو اپنا پروردگار نہیں مانتے تھے بلکہ کہتے موسیٰ علیہ السلام آپ اپنے پروردگار سے دعا کیجیے۔ کیونکہ اس کا آپ کے ساتھ وعدہ ہے آپ کی دعا مانے گا قبول فرمائے گا تو ہمیں اس مصیبت سے نکالے ہم ایمان بھی لے آئیں گے۔ بنی اسرائیل کو بھی آزاد کردیں گے۔ ہم اپنی غلامی سے انہیں آزاد کردیں گے۔ لیکن جب مصیبت ٹل جاتی پھر مکر جاتے۔ بیس برس اللہ نے انہیں یہ مہلت دی۔ اللہ کے نبیوں کے بھی حوصلے ہیں وہ ان تکلیفوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں اور کوششیں کرتے رہتے ہیں کہ ان کی اصلاح ہوجائے۔ لیکن جب بالکل ہی ہٹ گئے تو فرمایا فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا کہ تم نے بڑی سوچ کرلی ایسا بدلہ لیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ہم نے انہیں غرق دریا کر دیا سمندر میں ڈبو دیا۔ اُن کا کوئی نشان باقی نہ چھوڑا۔ ساری قوت، شان وشوکت، سلطنت کچھ بھی نہ رہا۔ سلطنت میں بندہ ہی کوئی نہ بچا۔ سارے لاؤلشکر سمیت فرعون بھی غرق دریا ہوگیا، سمندر برد ہوگیا لوگ بھی تباہ ہوگئے۔ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ہم نے یہ بدلہ لیا کہ یہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے۔ تکذیب کرتے تھے وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ اور ہماری آیات سے تو یہ بے پرواہ ہوچکے تھے یہ پرواہ ہی نہیں کرتے تھے۔ فرمایا: اللہ کریم ایسے

بے نیاز ہیں اور ہر چیز پر قادر ہیں جو چاہیں جب چاہیں کریں فرمایا وَ اَوۡرَثۡنَا الۡقَوۡمَ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا یُسۡتَضۡعَفُوۡنَ مَشَارِقَ الۡاَرۡضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡهَا ہم نے پھر مصر و شام کی وہ زمین جو بابرکت ہے، شام، فلسطین کی مبارک زمین جس میں بیت المقدس بھی ہے اور اولوالعزم رسولوں کی آرام گاہیں بھی ہیں اور برکتوں سے بھری ہوئی زمینیں ہیں۔ ان کے محل اور ان کے خزانے اور ان کے بستے ہوئے شہر ان لوگوں کے سپرد کر دیئے جن کو انہوں نے صدیوں سے غلامی میں جکڑ رکھا تھا۔ ان کے بچے قتل کر دیتے تھے، بچیاں خدمت کے لئے رکھتے تھے۔ جو ظلم چاہتے تھے اُن پہ روا رکھتے تھے یعنی بنی اسرائیل جو بہت کمزور تھے۔ فرمایا: ہم نے تمام فرعونیوں کو غرق کر کے وہ ممالک اُن کے سپرد کر دیئے اور عمالقہ سے بھی شام کا علاقہ چھین کر انہیں دے دیا۔ قبطیوں کو غرق کر کے تباہ کر دیا۔ مبارک زمین کے مشرق و مغرب سپرد کرنے سے مراد ہے اس کا کلی اختیار اور حکومت اور اختیارات ہم نے ان کمزوروں کو دے دیئے جو صدیوں سے مار کھا رہے تھے۔ وَ تَمَّتۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ الۡحُسۡنٰی عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اور بنی اسرائیل پر آپ کے رب کا بہت خوبصورت وعدہ پورا ہوا۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ قوم موسیٰ آپ سے شکایت کرتی تھی کہ آپ جب نہیں آئے تھے تو ہم پر ظلم توڑے جاتے تھے آپ تشریف لے آئے ہیں تو بھی ہم پر ظلم توڑے جا رہے ہیں تو فرق کیا پڑا؟؟ تو موسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ صبر کرو اللہ قادر ہے زمین اُس کی ہے ملک اُس کا ہے ان سے لے لے گا تمہیں دے دے گا صبر کرو۔ اللہ فرماتے ہیں انہوں نے میرے نبی کی بات مانی صبر کیا ہم نے فرعونیوں کی طاقت کا گھمنڈ سمندر میں غرق کر کے ختم کر دیا۔ ملک اُن سے خالی کر دیا۔ بنے بنائے محل، باغات، زمینیں، خزانے چھوڑ گئے اور شام کا جو علاقہ اس وقت عمالقہ کے پاس تھا بنی اسرائیل کو اُدھر جانے کا حکم دیا اور وہ انہیں دیکھ کر بھاگ جاتے تھے۔ وہ ملک بھی جو مبارک ہے اور اس میں اللہ کی بابرکت ہستیاں ہیں اللہ کی برکات اُن پہ نازل ہوتی ہیں وہ بھی ان کے سپرد کر دیا۔ مصر بھی ان کے سپرد کر دیا اور خوبصورت پیارا وعدہ جو اللہ کا نبی اللہ کی طرف سے بنی اسرائیل سے فرمایا کرتا تھا کہ صبر کرو، اللہ یہ زمین تمہارے سپرد کریں گے وہ پورا ہو گیا۔ بِمَا صَبَرُوۡا اس لئے کہ انہوں نے میرے نبی کے کہنے پر صبر کیا، برداشت کیا، مشقت اٹھائی ہم نے انہیں اس طرح نوازا۔ وَ دَمَّرۡنَا مَا کَانَ یَصۡنَعُ فِرۡعَوۡنُ وَ قَوۡمُهٗ وَ مَا کَانُوۡا یَعۡرِشُوۡنَ اور ہم نے فرعون اور اُس کی قوم کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ اُن کے کھیت اور بڑی بڑی انگوروں کی بیلیں جو درختوں پہ چڑھا رکھی تھیں اور بڑی چھتری نما بیٹھنے کی جگہیں بنا رکھی تھیں سب کچھ اُن سے چھن گیا اور اُن کا نشان تک باقی نہ رہا۔ آن واحد، ایک دفعہ میں پانی کی لہریں آپس میں مل گئیں، سارا قصہ ختم ہو گیا۔ لیکن یہ لوگ بنی اسرائیل بھی بڑے عجیب تھے اتنی بڑی فتح کے بعد اور اتنی بڑی مصیبت سے نجات کے بعد یہ تو سمندر سے پار اتر گئے فرعون اور اس کا لشکر غرق ہو گیا۔ پار پہنچے وَ جٰوَزۡنَا بِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡبَحۡرَ ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتار دیا۔ فَاَتَوۡا عَلٰی قَوۡمٍ یَّعۡکُفُوۡنَ عَلٰۤی اَصۡنَامٍ لَّهُمۡ تو انہوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں ایک قوم ہے انہوں نے بت بنائے ہوئے ہیں اور بتوں کے سامنے بڑے خشوع و خضوع سے بیٹھے ہیں اور بتوں کی پوجا میں لگے ہیں۔ بتوں کا نام جپ رہے ہیں۔ ان کے جو مختلف طریقہ عبادت ہیں اس میں بڑے خشوع و خضوع سے لگے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے جب یہ دیکھا تو بولے قَالُوۡا یٰمُوۡسَی اجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰهًا کَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ یا موسیٰ! جیسے انہوں نے اپنے مختلف خداؤں کے لئے بت بنا رکھے ہیں

ہمارے لئے بھی اللہ کریم کا ایک بت بنا دو کہ ہم اس کی پوجا کرتے رہیں۔

اللہ اللہ! انسان بھی عجیب مخلوق ہے اور دنیا بھی اتنی خوبصورت، اتنی حسین ہے کہ اسی پہ ریجھ جاتا ہے۔ انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ یہ بتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو انہوں نے کہا ہمارا بھی کوئی بت ہوتا تو فوراً وہ ہمیں پیسے دے دیتا، دولت دے دیتا، اولاد دے دیتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ تم بہت ہی بے وقوف لوگ ہو، جاہل ہو، تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اللہ بے مثل بے مثال ہے اس کے بت نہیں بنائے جا سکتے اُس کی مثال نہیں بنائی جا سکتی۔ اُس کی کوئی شبیہ یا شکل نہیں بنائی جا سکتی جو انہوں نے بنا رکھا ہے اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا ھُمْ فِیْہِ یہ جو کچھ انہوں نے بنا رکھا ہے یہ سارا تباہ ہونے والا ہے اور اس کے پجاری بھی تباہی کے راستے پہ چل رہے ہیں، یہ سب برباد ہو جائیں گے۔ اس میں انہیں کوئی آمدن یا منافع یا سہولت نہیں ہے یہ بربادی کے راستے پہ جا رہے ہیں۔ وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ جو کچھ یہ کر رہے ہیں سارا باطل ہے اور باطل ہمیشہ مٹ جاتا ہے فائدہ نہیں کرتا اور یہ یاد کرو قَالَ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰھًا وَّ ھُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ کیا میں تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی پتھر کا بت معبود بنا دوں یا کوئی اور معبود بنا دوں حالانکہ اللہ نے تمہیں اپنے اہل زمانہ پر کتنی فضیلت دی ہے تمہاری خاطر کتنی بڑی طاقت کو غرق دریا کر دیا ہے اور کتنی بڑی طاقتوں سے ملک چھین کر تمہارے سپرد کر دیا ہے۔ تمہیں اللہ کی اطاعت زیب دیتی ہے یا تم پھر اس کے مقابلے میں بت پرستی میں جانا چاہتے ہو؟ اور وہ اللہ جس نے تم پر بے شمار احسانات فرمائے۔ وَ اِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ تمہیں فرعونیوں سے نجات عطا فرمائی یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ جو تمہیں بہت سخت تکلیفیں دیتے تھے، بہت سخت مصیبتیں تم پر نازل کرتے تھے، تم سے زبردستی بے گار لیتے تھے، تمہیں چابکوں سے مارتے تھے، جھوٹا موٹا کھانا دیتے تھے، پانی تک پینے پہ مار پڑتی تھی اور پھر تمہارے بیٹوں کو قتل کر دیتے تھے، تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے اور وہ بھی اپنی خدمت کے لئے ورنہ تم پر تو کوئی احسان نہیں تھا۔ وَ فِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ اور تمہارے پروردگار کی طرف سے یہ بہت بڑی آزمائش تھی۔ تم اللہ کریم کے احسانات کو یاد کرو۔ تم پھر سے بت پرستی کی طرف جانا چاہتے ہو، کیسے جاہل ہو؟

انسان کا مزاج ایسا ہے کہ دنیا کے لالچ میں کسی بھی برائی کی طرف چلا جاتا ہے۔ اللہ پر اعتماد کرنے کے لئے اللہ سے تعلق ضروری ہے۔ جب تک قلبی تعلق اللہ سے نہ ہو، دل میں اللہ کی یاد نہ ہو، دل میں اللہ کا گھر نہ ہو، آدمی مختلف مادی ٹھکانوں کی طرف دوڑتا رہتا ہے۔ غرق ہونے والا، ڈوبنے والا تنکے بھی پکڑتا ہے تنکا اسے کہاں بچائے گا لیکن وہ اس کا سہارا بھی لینا چاہتا ہے۔ آج بھی ہمارا حال یہی ہے کہ ہم اپنی پریشانیوں پہ چیختے ہیں، چلاتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں، شور کرتے ہیں، گاڑیاں جلاتے ہیں لیکن توبہ نہیں کرتے۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ توبہ کریں نبی کریم ﷺ کے احکام کو اپنائیں، اللہ کے دین کو اپنائیں، اللہ سے معافی طلب کریں کہ یا اللہ! ہمیں برے لوگوں سے اور برے عذابوں دونوں سے پناہ عطا فرما تو وہ قادر ہے وہ ہمارے حالات بدل دے گا لیکن کوئی اُسے جانے کوئی اُسے مانے کوئی اُس سے مانگے بھی تو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خوشخبری

حضرت امیر المکرم کے نو دریافت طبی نسخوں میں اضافہ

حضرت امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی صحیح معنوں میں ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو ان کی دسترس سے باہر ہو۔ طب و حکمت سے تو بطور خاص ہر دور میں صوفیائے عظام اور علمائے کرام کو خاص شغف رہا۔ حضرت امیر المکرم بھی اس شعبہ میں پیچھے نہیں اور مختلف جڑی بوٹیوں اور قدرتی اجزاء سے ایسے نسخہ جات دریافت فرما رہے ہیں جو مختلف بیماریوں سے نجات کیلئے انتہائی مؤثر ہیں۔ حال ہی میں حضرت امیر المکرم کے دریافت نسخہ جات میں انتہائی خوش آئند اضافہ ہوا ہے۔ ضرورت مند استفادہ کر سکتے ہیں۔

- Rs. 200 — کلسٹرو کیئر Cholestro Care — کلیسٹرول کو صحیح حالت پر رکھتا ہے۔
- Rs. 30 — Cough Ez — کھانسی کیلئے گولیاں
- Rs. 100 — پین گو Pain Go — مالش کیلئے، ہر طرح کے درد کیلئے مفید ہے
- Rs. 225 — کیوریکس Curex — کھانے کیلئے، جوڑوں کے درد اور کمر کے درد سمیت ہر قسم کے دردوں کیلئے
- Rs. 500 — ہیئر گارڈ آئل Hair Guard Oil — بالوں کی صحت کیلئے مفید ہے۔
- Rs. 75 — Detergent Super Wash
- Rs. 100 — Shampoo Hair Care

0321-6569339

ملنے کا پتہ:

دار العرفان منارہ ضلع چکوال فون 0543-562200

17-اویسیہ ٹاؤن شپ، لاہور فون 042-35182727

علوم جدیدہ اور دینیہ کا حسین امتزاج۔ اقبال کے شاہینوں کا مسکن۔ راولپنڈی بورڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے الحاق سے مسلسل دس سال راولپنڈی بورڈ سے

پوزیشن لینے والا واحد ادارہ

پری کیڈٹ تا ایف ایس سی

صقارہ سائنس کالج

ہاسٹل کی سہولت موجود ہے

داخلہ جاری ہے

(پری میڈیکل، پری انجینئرنگ)	داخلہ ایف ایس سی پارٹ 1	پری کیڈٹ اور آٹھویں جماعت
ہاسٹل کی سہولت بہترین موسم	صحت افزا مقام	شاندار مستقبل کیلئے نادر موقع

طلباء کی کردار سازی کے ساتھ ساتھ چار گھنٹے رات ساڑھے دس بجے تک قابل اساتذہ کی نگرانی میں کوچنگ کا اہتمام

پرنسپل حاجی محمد خان ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، ایم ایڈ (ریٹائرڈ ایگزیکٹو آفیسر محکمہ تعلیم گورنمنٹ آف پنجاب)

مزید معلومات کیلئے براہ راست رابطہ کریں۔

صقارہ سائنس کالج دار العرفان منارہ ڈاکخانہ نور پوری ضلع چکوال۔ فون نمبر: 0543-562222, 562200

FOR FEED BACK: SIQARIAH@SIQARAHEDU.COM, SIQARAHEDU.COM
VICEPRINCIPAL@SIQARAHEDU.COM , VISIT AT: WWW.SIQARAHEDU.COM

شیخ المکرمؒ کی مجلس میں سوال اور ان کے جواب

28 اگست 2011ء

اگر ہم آزاد ہوئے تھے تو ہم اپنا معاشی نظام تبدیل کرتے اور اس میں سے حرام کو نکال کر اسے حلال اور جائز راستوں سے حاصل کرتے اگر ہم آزاد ہو گئے تھے تو آج ہم عدالتوں میں اسلامی نظام لاتے، شہادت کا طریقہ اسلامی ہوتا معیار اسلامی ہوتا گواہوں کو پرکھا جاتا جرم ثابت ہوتا اگر حد ثابت ہوتی تو وہ جاری کی جاتی جو قرآن میں ہے کیونکہ حدود وہ فیصلے ہیں جن میں قاضی صرف جرم ثابت کرتا ہے سزا اللہ کی طرف سے مقرر ہے اس کے بعد تعزیرات ہیں جو قاضی کی صوابدید پر ہے تعزیرات میں بھی قواعد شریعہ ہیں جن میں متقدمین کا اتباع کیا جاتا ہے اگر ہم آزاد ہوتے وہی نصاب تعلیم پھر ہمیں پڑھایا جاتا بزرگوں کی اہل اللہ کی عزت بحال ہوتی تصوف میں تو من جانب اللہ یہ قوت ہے کہ اسے باقی رہنا ہے اللہ کریم نے اسے باقی رکھنا ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون الحجر یقیناً ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے اب اس حفاظت کا صرف یہ مطلب نہیں کہ یہ کتاب اسی طرح لکھی جائے گی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسی طرح لکھی بھی رہے گی اسے یاد حفظ کرنے والے بھی رہیں گے اسے سمجھنے اور سمجھانے والے بھی رہیں گے اور وہ طبقہ بھی رہے گا جو اس کے صرف ظاہری معنی ہی نہیں سمجھتا باطنی کیفیات بھی حاصل کرتا ہے یہ سارے شعبے رہیں گے تو قرآن رہے گا اس لیئے کہ یہ سارے شعبے قرآن کے ہیں۔ روس میں جب سوشلسٹ انقلاب آیا تو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ وہ کیا جس نے ہلاکو اور چنگیز خان کی یاد بھلا دی مورخین نے لکھا ہے کہ انہوں نے مساجد کو کہیں اصطبل اور کہیں گودام بنا دیا اذان کہنا قانوناً منع ہو گیا مسلمانوں نے ٹیپ پر ریکارڈ کر کے رکھ لیا کہ کبھی تہہ خانہ میں ٹیپ ریکارڈر پر سنا کریں گے کہ اذان کبھی ہوتی تھی اور آنے والی نسلوں کو بتائیں گے اور پون صدی یعنی پچھتر سال یہی عالم رہا اللہ کی شان جب وہ طلسم ٹوٹا 75 سال بعد سوشلزم کی کمر ٹوٹی تو مسلمان اپنی مسلمانی کے ساتھ نمودار ہو گئے تو مسلمانوں کے پاس دینی علم بھی تھا انہیں اذانیں بھی یاد تھیں نمازیں بھی یاد تھیں اس پر ایک سوشلسٹ یہ لکھتا ہے کہ ہم نے دین مٹانے کی بہت کوشش کی اور تمام ظاہری ذرائع ان پر مسدود کر دیئے لیکن ان میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ یہ جو قلبی طور پر ذکر کرتے ہیں وہ چیز ہم نہیں روک سکتے تھے ہمیں کوئی پتہ نہیں تھا کون ذاکر ہے کس کا قلب ذاکر ہے تو وہ چیز اندر ہی اندر چلتی رہی اور اسلام باقی رہا اور جب سوشلزم کا زور ٹوٹا تو پھر سے ویسے کے ویسے مسلمان زندہ نکل آئے یہ بات وہ کافر لکھتا ہے کہ اسلام کی بقاء کی بنیاد تصوف تھا جو زیر زمین اور دلوں میں چلتا رہا جسے ہم روک نہیں سکتے تو یہ تو اللہ نے اسے باقی رکھنا ہے اس لیے یہ چل رہا ہے ورنہ ننکانہ صاحب سکھوں کی ٹرینیں آتی ہیں تو ہمارے

وزراء اسٹیشنوں پر ان کا استقبال کرنے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں لیکن جب ساتھی ہندوستان سے ذکر کیلئے یہاں آنا چاہیں تو پہلے تو پاکستانی سفارت خانہ انہیں ہندوستان سے آنے کی اجازت نہیں دیتا کہ یہاں مولوی کیا کم ہیں یا یہاں پر تھوڑے ہیں کسی خانقاہ پر چلے جاؤ اس کام کیلئے پاکستان کیوں جانا ہے تو طوعاً و کرھاً اگر وہ اجازت دے دیں تو یہاں سے متعلقہ افسران اجازت نہیں دیتے دو سال پہلے کی بات ہے جو ساتھی ذکر کرتے ہیں یہاں آنا چاہتے تھے انہوں نے یہاں کے افسران سے رابطہ کیا تو کرنل بشیر صاحب سے کہا کہ پاکستان سے اجازت لے دیں یہ بھی سیکشن افسر کے پاس گئے اس نے کہا جی ہم اجازت نہیں دیتے بھلا یہ بھی کوئی کام ہے کہ اس کیلئے ہم اجازت دیں انہوں نے غصے میں آ کر کہا کہ پھر سکھوں کی ایک اور بس منگوا لو مسلمانوں کو اجازت نہ دو تو اسے کچھ شرم آ گئی اس نے اجازت دے دی لیکن آپ نے دیکھا ہو گا کہ پچھلے سال بھی اور اس سال بھی وہ لوگ اجتماع میں نہیں آ سکے حالانکہ ہندوستان میں بہت بڑی جماعت ہے الحمدللہ اور ہندو حکومت نے آج تک اسے نہیں روکا پورے ہندوستان میں جنوب میں مدراس تک جماعت ہے حیدرآباد دکن میں بھی دارالعرفان بنا ہوا ہے مدراس میں اور بمبئی میں دارالعرفان ہے عشاء کے بعد انٹرنیٹ پر ذکر میں وہ تمام ساتھی شامل ہوتے ہیں اب انہوں نے دہلی میں اپنا دارالعرفان بنا لیا ہے وہاں انہیں کوئی نہیں روکتا پاکستان والے انہیں یہاں آنے نہیں دیتے شاید اس دفعہ بھی وہ اجتماع میں نہیں آسکیں گے تو جہاں یہ عالم ہو گا جہاں یہ حال ہو گا وہاں یونیورسٹیاں آپ کو کیسے اجازت دیں گی لیکن اس کا ایک حل بھی ہے لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یعنی ہر مرض کی دوا ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ یہ دولت جو آپ کو کوڑیوں کے بھاؤ مل رہی ہے مفت مل رہی ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں میرے جیسے بندے کو اللہ نے زبردستی دی ہے ہم میں تو کوئی استعداد نہیں تھی میں تو اس شعبے کا آدمی نہیں تھا اس کی مرضی اس نے عطا کر دی اس نے یہ اس لئے عطا کی ہے کہ آپ اپنے کردار سے اپنے برتاؤ سے اپنے عمل سے معاشرے میں یہ ثابت کریں کہ صوفی اور تصوف اس معاشرے کا ضروری حصہ ہے جس سے پورا معاشرہ پھل پھول سکتا ہے کیونکہ اب ہمارا پورے ملک کا ایک خاص پڑھا لکھا حکمران طبقہ جو ہے آپ نے سنا ہو گا بات بات پر کہتے ہیں پاکستان کو آگے لے کر جانا ہے یہ آگے لے کر کہاں جانا ہے کیا آپ کو معلوم ہے اس سے ان کی کیا مراد ہے ان کی مراد یہ ہے کہ پاکستان کو برطانوی، امریکی، یورپی، سکینڈے نیوین مغربی تہذیب تک پہنچانا ہے یہ پاکستان کو آگے لے کر مکہ نہیں جا رہے یا مدینہ منورہ نہیں۔ یہ جو روز کہتے ہیں آگے لے کر جانا ہے یہ یہاں نیویارک بنانا چاہتے ہیں یہ یہاں سکینڈے نیویا بنانا چاہتے ہیں یہ یہاں یورپ بنانا چاہتے ہیں آگے سے مراد یہ ہوتی ہے لیکن الحمدللہ یہاں ابھی لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اب بھی ایسے جاہل ہیں کہ کروڑوں روپے مساجد پر خرچ کرتے ہیں بلکہ اب تو یہ کہا جاتا ہے کہ اربوں روپے جانوروں پر ضائع کر کے انہیں ذبح کر دیا جاتا ہے یہ اربوں روپے جمع کر کے یونیورسٹیاں بنا سکتے ہیں سڑکیں بنوا سکتے ہیں نہریں نکلوا سکتے ہیں تو اربوں روپے کے جانور ایک دن ذبح کیے جاتے ہیں کیا تک ہے ایسا کہنے والوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ قربانی ایک عبادت ہے عبادت اللہ سے تعلق عطا کرتی ہے یعنی اللہ کا تصور اللہ پر یقین اللہ کے نبی ﷺ پر یقین کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہیں اللہ کریم نے خود فرمایا

ہے لَن یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ اللہ کو قربانی کے جانور کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے وہ تمہاری نیت اور ارادے کو دیکھتا ہے کہ تمہارا اس کے ساتھ کتنا تعلق ہے کتنی اطاعت کرتے ہو؟ ٹوٹل پورا کرتے ہو یا اپنی طرف سے بہترین تحفہ پیش کرتے ہو اور یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ بے شمار وہ لوگ جنہیں گوشت خریدنا سال بھر نصیب نہیں ہوتا ان کے گھروں میں گوشت اللہ پہنچا دیتا ہے غرباء ایک دن گوشت کھا لیتے ہیں سوچنے کی بات ہے کہ کیا صرف قربانی کو ہی ختم کر کے سڑکیں بنائی جا سکتی ہیں یہ جو سرکاری حکومتی ارکان کی عیاشی پر صرف ہو رہا ہے کیا یہ ختم نہیں کیا جا سکتا جو ایک آدمی کیلئے ایک سو اڑسٹھ پولیس کی گاڑیاں آگے پیچھے چلتی ہیں یہ خرچہ ختم نہیں کیا جا سکتا کیا حکمران اتنا بڑا ڈاکو ہے اتنا بڑا چور ہے کہ اتنی پولیس نے اسے گھیر رکھا ہے بعض اوقات دیہاتی اور ان پڑھ بھی بڑی کام کی بات کر جاتے ہیں ہمارا ایک سیاستدان یہاں اپنے گھر سے نکلا تو پولیس آگے پیچھے تھی ایک عام سا کاشت کار بالکل ان پڑھ جاہل بوڑھا بھی راستے میں کھڑا تھا۔ کہنے لگا ملک صاحب! یہ پولیس آپ کو کہاں دھرے پھرتی ہے اس طرح تو چوروں ، ڈاکوؤں کو گھیر کر لے جاتی ہے اس کے الفاظ تھے" ملک جی! ایہہ پولیس کیوں تہانوں دھری پھردی ہے" کیا یہ فضول خرچیاں ختم نہیں ہو جانی چاہئیں اور جو اللہ کا حکم ہے اور جو کام رسول اللہ ﷺ نے کیا اور کرنے کا حکم دیا ہے وہ ختم کر دیا جائے اور جو عیاشیاں تم کر رہے ہو یہ ختم نہ کی جائیں تو بت اس جگہ پہنچ چکی ہے تو میرے بھائی اللہ نے بہت کرم کیا ہے دنیا کا نظام ہی ایسا ہے کہ اللہ اس میں نیکی بدی کے پلڑے برابر رکھتا ہے اگر ایک پلڑا زمین سے لگ جائے تو نظام نہیں

چلتا تو جتنی برائی بے حیائی پھیلتی ہے تو اس طرح دوسرے پلڑے میں اپنے ایسے بندے پیدا کر دیتا ہے کہ اس ایک بندے کا وزن ساری انسانیت کے گناہگاروں کے وزن سے بڑھ کر ہوتا ہے تو یوں نظام کائنات متوازن رہتا ہے Balanced رہتا ہے اور یہی ارشاد ہے حضور ﷺ کا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ قیامت کب قائم ہوگی آپ نے فرمایا حتّٰی لَا یُقَالُ اللّٰہُ اللّٰہُ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی نیکی کا پلڑا خالی ہو جائے گا اٹھ جائے گا برائی کا زمین سے لگ جائے گا تو دنیا تباہ ہو جائے گی اللہ کریم جب چاہتے ہیں ہمیشہ توازن کو برقرار رکھنے کیلئے اپنے بندے میدان میں اتارتے رہتے ہیں ولی اللّٰہی خاندان، معین الدین چشتی اجمیریؒ، علی ہجویریؒ یہ کون لوگ تھے؟ یہی لوگ تھے، اسی شعبے کے تھے جب ہم نے عیسیٰؑ کے بارے میں پڑھا کہ اللہ نے انہیں آسمانوں پہ زندہ اٹھا لیا آسمانوں پر زندہ موجود ہیں آخری زمانے میں نازل ہوں گے زمین پر تشریف لائیں گے، شادی کریں گے حکومت کریں گے وصال ہوگا اور وہ روضہ اطہر میں دفن کیے جائیں گے چوتھی قبر کی جگہ روضہ اطہر میں ان کیلئے محفوظ ہے سیدنا فاروق اعظمؓ کے بعد حضرت عثمانؓ شہید ہوئے جن سے نبی کریم ﷺ بہت حیاء فرماتے تھے حضرت علیؓ ہوئے حضرات حسنین کریمینؓ دنیا سے گئے اور اکابر صحابہؓ کا وصال ہوا لیکن کوئی وہاں کوئی دفن نہیں ہوا کیونکہ حضور ﷺ فرمایا کہ چوتھی قبر عیسیٰؑ کی ہوگی اور قیامت میں ہم اس طرح اٹھیں گے کہ ایک طرف میں ہوں گا ایک طرف عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور درمیان میں ابوبکر وعمر رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں گے تو ذہن میں یہ سوال اٹھتا تھا دل میں یہ خیال آتا تھا اگر نبوت کی ضرورت تھی

تو کوئی اور نبی پیدا کر دیتے یہ سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ اس قادر مطلق نے ایک نبی کو اٹھا کر آسمانوں پر بٹھا دیا اور پھر انہیں نیچے اتار دے گا لیکن جھجکتے ہوئے پوچھتے بھی نہیں تھے کہ مار پڑے گی کہ کیا لایعنی بات کر رہے ہو اس شعبے میں آ کر پتہ چلا کہ یہ تو کائنات میں توازن قائم رکھنے کی ایک صورت ہے کہ کوئی نہ کوئی عظیم ولی پیدا کر دیتا ہے بھی ایسا عظیم بندہ پیدا کر دیتا ہے تو وہ قادر ہے جہاں چاہے پیدا کر دیتا ہے ساری کائنات اس کی اپنی ہے اس نے احسان فرمایا کہ حضرت کو یہاں پیدا فرمایا اس علاقے کے پچھلے حالات پڑھیں موجودہ حالات دیکھیں تو نہ کوئی چیز آگے ہے اور نہ ہی پیچھے نہ کوئی علمی استعداد اس علاقے کے پہلوں میں ہے اور نہ بعد والوں میں۔ یہ ایک دور افتادہ گاؤں ہے جس کو سڑک بھی نہ جاتی تھی نہ بجلی وغیرہ تھی اور چار پانچ میل پیدل راستہ سڑک کو جاتا تھا اس کے علاوہ یہ علاقہ مار دھاڑ چوری ڈاکے کیلئے مشہور تھا اور جرائم پیشہ لوگوں کی آماجگاہ تھا اللہ کریم نے وہاں اپنے ایک ایسے بندے کو پیدا کر دیا جنگل میں ویرانے میں تاریکی میں اور عجیب بات ہے اس ایک بندے نے وہ نور بانٹا کہ آج روئے زمین پر ایک وقت پر ذکر ہو رہا ہے اور تاریخ تصوف میں یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ آج ہم Paltalk کھولتے ہیں تو امریکہ کے مغربی کناروں سے جاپان تک اور اور چین سے افریقہ تک کے احباب اس میں شامل ہوتے ہیں اور ہر ملک، ہر جگہ ذکر قلبی ہو رہا ہوتا ہے۔ عجیب بات نہیں ہے؟ کہ کیسا بندہ پیدا کیا اللہ نے جس نے کروڑوں دلوں کو گرما دیا کروڑوں سینے روشن کر دیئے اگر اسی بندے کو شام، عراق، ایران، عرب، کسی مغربی ملک کسی مشرقی ملک میں پیدا کر دیتے تو ہم تک بات نہ پہنچتی درمیان میں کتنی نسلیں گذر جاتیں پھر بات پہنچتی۔ اسے تو توازن قائم رکھنا تھا دنیا کا نظام بیلنس کرنا تھا یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے یہاں سے اپنا بندہ چنا پھر اسے وہ قوت دی کہ تاریخ تصوف میں تابعین کے بعد پہلی ہستی حضرتؒ کی ہے جن کے پاس جو آیا دل روشن لے کر گیا میری عقیدت اپنی جگہ لیکن میں یہ تاریخی حقیقت بتا رہا ہوں عقیدت اور شے ہے حقائق اپنی جگہ ہیں آپ دیکھ لیجئے بارگاہ رسالت ﷺ میں جو آیا صحابیؓ بن گیا مرد، عورت، عالم، جاہل، پڑھا لکھا، امیر، غریب۔ صحابہؓ میں یہ سنت جاری رہی جو آیا تابعی بن گیا۔ تابعین میں یہ سنت جاری رہی جو ان کی مجلس میں پہنچا تبع تابعی بن گیا۔ تبع تابعین کے پاس جو آیا وہ صوفی نہیں بنا یہ انداز تابعین پر آ کر ختم ہو گیا پھر گنتی کے لوگوں نے درد دل حاصل کیا اکثریت نے علم ظاہر تسبیحات اور وظائف حاصل کیے۔ تب سے لے کر اب تک کتنی جلیل القدر ہستیاں امت میں گذریں لیکن جس بارگاہ کا بھی مطالعہ کریں، تاریخ پڑھیں تو انہوں نے گنتی کے لوگوں کو اللہ اللہ سکھائی اور باقی اکثریت کو زبانی تعلیم، تعلم، تسبیحات اور ظاہری تعلیمات تک رکھا لاکھوں لوگوں کی اصلاح فرمائی لیکن صاحب حال کتنے چھوڑے علی ہجویریؒ المعروف بہ داتا صاحب کو دیکھ لیجئے آپ نے کتنے لوگوں کو ذکر قلبی سکھایا؟ معین الدین چشتی اجمیریؒ صاحب اجمیر تشریف لے گئے تو ان کی عمر تقریباً نوے سال تھی ایک سو بیس برس میں وصال ہوا جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو اجمیر میں ایک مسلمان نہیں تھا جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے جنازے میں ایک لاکھ بتیس ہزار وہ لوگ شامل تھے جنہوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ان ایک لاکھ بتیس ہزار میں صاحب حال کتنے تھے؟ تو یہ سنت جو تابعین پر آ کر رک گئی پھر حضرتؒ کی ذات سے اللہ نے زندہ فرما دی کہ جو آیا صاحب حال ہوا ہمارے

ہاں دیہات میں ہمارے سارے دیہاتوں میں یہ رواج تھا کہ مساجد کے ساتھ وضو کیلئے پانی بھروا کر رکھ دیا جاتا تھا اب تو نلکے لگ گئے ہیں پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا تب لوگ مسجد میں وضو کرتے تھے اور مسجد میں ایک خادم رکھا کرتے تھے جس کی گذران کیلئے علاقے کے لوگ مل کر روزانہ یا ششماہی یا سالانہ خاص مقدار میں غلہ دیتے تھے اس کے دو کام ہوتے تھے ایک تو مسجد میں پانی کے بڑے بڑے مٹکے رکھنا انہیں ہر وقت پانی سے بھرنا اور خالی نہ ہونے دینا اور سردیوں میں وضو کے پانی کو گرم رکھنا میں نے مسجد کے جتنے ملازم دیکھے انہیں نماز پڑھتے نہیں دیکھا وہ پانی بھرتے چلے جاتے۔ خاندان سمیت آتے گھڑے بھرتے، بالٹیاں لے کر بھر کر چلے جاتے آگ جلاتے پانی گرم کرتے اور چلے جاتے حضرتؒ کی مسجد میں جو خادم تھا پنہارا کہتے ہیں میں نے دیکھا وہ بھی فنافی الرسول تھا حضرت کی صحبت میں خالی کوئی نہ رہا اور اس عہد میں اس عہد کے لوگوں نے عرشوں کی اور عرشی منازل کی اور عالم امر کی باتیں کیں تو اللہ کی قدرت اور اللہ کا وعدہ ہے حفاظت قرآن کا جو وعدہ ہے وہ حاملین قرآن کی حفاظت میں بھی موجود ہے قرآن حکیم کی حفاظت میں حاملین قرآن کی حفاظت بھی شامل ہے۔ قرآن لوح میں محفوظ ہے، علم الٰہی میں محفوظ ہے پھر حفاظت کا وعدہ کیا حفاظت کا وعدہ تو یہی ہے کہ دنیا میں عملاً اپنی زندگی اپنی حیات کے ساتھ موجود رہے گا اور قرآن اگر اپنی حیات کے ساتھ موجود ہے تو ذاکر قلوب میں محفوظ ہے تو ذاکرین کی بقاء بھی اسی وعدے میں آ گئی تو اس کو ہمت جو اللہ نے اسے دی ہے وہ قوت جو اس کے پیچھے اللہ کی قدرت کی دی ہوئی ہے اس نے اسے باقی رکھا ہوا ہے ورنہ ہماری قوم آزاد کیا ہوئی؟ مادر پدر آزاد ہو گئی غلامی سے آزاد نہیں ہوئی صرف آقا بدل گئے پہلے انگریز تھے پھر انگریزوں کے بابو غلام، ہم ان کے تابع ہو گئے اور ظاہر ہے مالک مالک ہوتا ہے نوکر نوکر ہوتا ہے۔ نوکروں نے پھر جو حشر کیا اتنا ظلم وہ مالک نہیں کر سکے آپ یہ کہتے ہیں کہ سرکاری طور پر تصوف کو تسلیم کریں تو یہ تو ان کی موت ہے ہاں اگر یہ توبہ کر لیں اللہ کے بندے بن جائیں لیکن اگر انہوں نے یورپ کا اور مغرب کا ہی بندہ بننا ہے تو یورپ کے ایوان تو تصوف سے لرزہ براندام ہیں یہ مصیبت ایسی ہے کہ اس سے ہماری جان نہیں چھوٹ رہی روس جیسے کافر نے کہا کہ ہم نے پچھتر سال انہیں ختم کرنے پر لگا دیئے لیکن یہ ذکر اور تصوف ایسا فن ہے کہ اسلام مٹ نہیں سکا مسلمان مٹ نہیں سکا جب ہمارا زور ٹوٹا تو یہ پھر زمین سے پھوٹ پڑے۔

ترکی میں کمال اتاترک اٹھا، مدارس بند ہو گئے، مساجد بند ہو گئیں، نماز ممنوع ہو گئی اذان پر پابندی لگ گئی کمال اتاترک جس کی قبر کی زیارت کو سب جاتے ہیں نے اذان پر پابندی لگا دی تھی داڑھی رکھنے پر پابندی لگا دی تھی کہتا تھا بازار سے داڑھی خرید کر رکھو اگر نماز میں داڑھی بھی ضروری ہے تو اس وقت مسجد میں لگا لیا کرو پھر اتار کر محراب میں رکھ دیا کرو نماز عربی میں نہیں ترکی میں پڑھو۔ اذان عربی میں نہیں ترکی میں دو برسوں بیت گئے مصطفیٰ کمال کو مٹی کھا گئی اذان آج پھر ترکی میں بلند ہے نمازیں پڑھی جا رہی ہیں لوگوں نے داڑھیاں رکھی ہوئی ہیں ہر سال حج پر عمرے پر سارا سال جاتے رہتے ہیں دین وہاں سے مٹ نہیں سکا کیوں؟ وہ دلوں میں زندہ رہا یہ ممکن ہے وجود سے کوئی رنگ کھرچ دے کھال بھی اتار دے لیکن دل سے ایمان کو، دل سے یقین اور دل سے ذکر الٰہی کو کون مٹائے گا یہ ممکن نہیں یہ تو عجیب لوگ ہیں انہیں قتل کر دو تو پھر

بھی زندہ رہتے ہیں ان کی قبریں وہ روشنی بکھیرتی ہیں جو ان سے ان کی زندگی میں تم چھیننا چاہتے ہو۔ میرے بھائی اب یہ میری آپ کی ہمت پر منصر ہے کہ ہم معاشرے پر یہ ثابت کریں کہ واقعی ذکر الٰہی سے بندہ بدل جاتا ہے اللہ کی اطاعت کرتا ہے اللہ کے نبی ﷺ کی اطاعت کرتا ہے تو معاشرے میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو جائے گا جو ذکر کرے نہ کرے ذاکرین کا احترام کرنا سیکھ جائے تو یہ controversy ختم ہو جائے گی۔ اور ایک خوبصورت انقلاب آجائیگا جس میں کوئی قتل وغارت بھی نہیں ہوگی کوئی مار دھاڑ نہیں ہوگی دلوں کی دنیا بدلتی جائے گی اور انشا اللہ العزیز وطن عزیز پھر اس کا گہوارہ بن جائے گا ایسے لوگ بھی اوپر آسکتے ہیں جو اس گلے سڑے نظام کو تبدیل کر دیں اور اس کی جگہ اللہ کا نظام عدل رائج کریں۔ اللہ کا نظام معیشت رائج کریں تو یہ میری اور آپ کی ذمہ داری ہے آپ ان سے امید نہ رکھیں یہ ذمہ داری میری اور آپ کی ہے ہم اس جذبے کو اتنا عام کریں اپنے کردار سے، اپنے برتاؤ، سے لوگوں کے ساتھ لین دین سے، اپنے معاملات سے اور ہم زندگی سے الگ ہو کر بیٹھ جائیں تو اس کا کیا فائدہ ہوگا؟ بھرپور زندگی گزاریں لیکن لوگوں کے ساتھ معاملات ایسے ہوں کہ لوگ کہیں کہ ایسا ہونا چاہیے اللہ کا بندہ ایسا ہوتا ہے حضرتؒ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے دیہاتوں میں جھگڑے ہوتے رہتے تھے مسائل پیدا ہو جاتے تھے عموماً نکاح، طلاق کے مسائل ہوتے تھے تو پھر ان میں فیصلے کرنے کیلئے لوگ حضرت کو بلاتے تھے حضرتؒ پر لوگوں کا ایک اعتماد ہوتا تھا کہ یہ کسی کی طرف داری نہیں کرے گا سچا فتویٰ دے گا تو فرماتے تھے ایک گاؤں میں انہوں نے مجھے بلایا جھگڑا یہ تھا کہ گاؤں کا کوئی نائی تھا اس کی کوئی رشتے دار تھی، بہن تھی یا بیٹی تھی تو وہ نائی جن کا کی تھا وہ کسی اور کو رشتہ دینا چاہتے تھے اور وہ خود ذاتی طور پر کسی اور کے ساتھ اس کی شادی کرنا چاہتا تھا تو اس نے ان سے چوری جس سے وہ رشتہ کرنا چاہتا تھا اس سے نکاح کر دیا اب ان کو پتہ چلا جو ملک تھے زمین دار تھے تگڑے تھے انہوں نے اسکے دو ہتھڑ بھی مارے اس سے لڑکی بھی چھین لی جسے وہ دینا چاہتے تھے اسے بلا کر مولوی صاحب کو بھی بلایا اس کا نکاح پڑھایا پہلے لوگ دین دار ہوتے تھے علاقے میں شور برپا ہو گیا کہ نکاح پر نکاح کر دیا گیا تو کون سا نکاح درست ہے جب بات پھیل گئی تو انہوں نے حضرتؒ کو تکلیف دی کہ آپ وہاں تشریف لے آئیں تو حضرتؒ فرماتے تھے میں نے دونوں فریقین کی بات سنی پھر میں نے کہا کہ ایک بزرگ سفید ریش میرے ساتھ کر دو جو کمرے میں بیٹھا رہے پھر اس میں خود اس لڑکی سے بات کروں گا اس لڑکی کے ساتھ اور کوئی نہ ہوگا سوائے ایک بزرگ کے تو انہوں نے حضرت قاضی صاحبؒ کو مقرر فرمایا اس وقت قاضی صاحب کی حضرتؒ سے ملاقات ہوئی تو لڑکی سے جو پوچھا تو حضرتؒ کو ساری حقیقت کا علم ہو گیا حضرتؒ نے فرمایا میں فیصلہ تب کروں گا جب لڑکی میرے قبضے میں ہوگی اور آپ دونوں فریق میرے سامنے ہوں گے میں فتویٰ دے کر چلا جاؤں اور بعد میں آپ لوگ اپنی مرضی کریں تو ایسا فتویٰ، میں نہیں دیتا اور شرعاً بھی یہ قاعدہ ہے کہ جس فتوے پر عمل ہونے کا اعتماد نہ ہو کہ لوگ عمل نہیں کریں گے تو وہ فتویٰ دینا نہیں چاہیئے فتوے کی توہین نہیں کرنی چاہیئے آج کل تو لوگ فتویٰ پھینک دیتے ہیں خواہ کوئی مانے نہ مانے شرعی قاعدہ یہ ہے کہ لوگ مانتے ہیں تو فتویٰ دو نہیں

مانتے تو نہ دو انہیں چھوڑ دو کوئی فتویٰ نہ دو اس طرح ان لوگوں کو مجبوراً ماننا پڑا کہ یہ لڑکی ہے آپ جہاں کہیں گے چلی جائے گی یہ دونوں فریق ہیں تو حضرتؒ نے فرمایا تم نے جو دوسرا نکاح کیا وہ باطل ہے وہ ہوا ہی نہیں پہلا نکاح درست ہے لہذا لڑکی اس کو دی جاتی ہے اس سے کہا کہ لڑکی اپنے پاس لے جاؤ حضرتؒ کو تو ملکوں نے بلایا تھا جن کے خلاف فیصلہ ہوا لیکن وہ لوگ گھوڑی لائے حضرتؒ کو بٹھا کر واپس چھوڑنے آئے حضرتؒ نے سنایا کہ ان کا سربراہ میرے ساتھ چل رہا تھا راستے میں مجھ سے کہنے لگا مولانا آپ نے ہماری بڑی بے عزتی کر دی ایک کمی کو آپ نے جتوا دیا علاقے میں ہماری بڑی شان تھی بڑا رعب دبدبہ تھا آپ نے ہمیں ہرا دیا ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگی لیکن ایک بات کا یقین ہو گیا کہ آپ ہیں اللہ کے بندے آپ بات کھری کرتے ہیں سچ یہ تھا جو آپ نے کہا آپ اگر لڑکی ہمیں دے دیتے ہمارا دنیاوی بھرم رہ جاتا لیکن آپ کے بارے ہم یہ سوچتے کہ ہم نے مولوی خرید لیا ہے ہم نے مرغے وغیرہ کھلائے گھوڑی پر بٹھایا واپسی سفر میں معاونت کی اور یہ فتویٰ ہم نے خرید لیا اب ہمیں یہ اعتبار ہو گیا ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ دنیا میں ہے تو حضرتؒ اکثر یاد فرمایا کرتے تھے کہ بدکار ہونے کے باوجود اس نے کہا میری بے عزتی تو ہوئی لیکن ثابت ہو گیا کہ دنیا میں اللہ کے بندے تو ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ تصوف کی بات حضرتؒ کے کردار سے پھیلی یہ واقعہ دور دور تک مشہور ہوا یونہی اتنے لوگوں تک تصوف کی خوشبو نہیں پھیلی ہے حضرتؒ کا کردار بھی تھا عمل بھی تھا جس نے اس خوشبو کو اتنے دور تک پھیلا دیا اب یہ بات ہم پر ہے کہ ہم اس خوشبو کو کس خلوص سے پھیلاتے ہیں۔

جاری ہے۔

پریشان حال مخلوقِ خدا کے لئے

ڈینگی بخار کا روحانی علاج

فی سبیل اللہ

حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کا

دم شدہ نمک۔ صرف ایک چٹکی ہی کافی ہے۔ ان شاءاللہ

ساتھیوں سے گزارش ہے کہ نمک لے کر مریضوں تک خود پہنچائیں

رابطہ برائے نمک۔ 17-اویسیہ سوسائٹی لاہور
042-35182727 - 0321-4762621
0300-8407722 - 0321-8407722

very strange situation. I don't know what the Ulema would think about it but once I observed a pious person in Barzakh whose spiritual attainments were huge, and above the stations of Arsh. He was in the initial circles of Aalam-e-Amr. I saw him sitting in a beautiful palace with a cup in front of him which was with something that was illuminating a bright light. Later I saw him in the same beautiful situation several times. Once I saw him in a very desolate situation. He was sitting in a place just like a hut made of clay instead of his palace. There was no food in front of him and he was looking very sad. The fellow member (saathi) who had the vision asked him to accompany us to Ahadiyyat and he excused and said that he cannot accompany us because he has lost his spiritual gains. The fellow member enquired him about his condition. He said I once did something that was not in the knowledge of my shaikh and recently when my shaikh discovered it after my death, he took all the Barakah I gained in his company, and I was only left with faith and nothing else. I know that this observation is perplexing for many of you but I observed it and it shows that a shaikh's Barakat could be taken even in the Barzakh. It is clear that if a shaikh's attention can have such a major effect in Barzakh then what will be the situation in this world?

Therefore, if somebody has dreamt or has had a vision about attaining certain spiritual stations, it doesn't mean that he has attained all those stations; rather it is a sign from the court of Allah-swt that he has been advised to go to his shaikh's presence and work hard to attain those excellences. If somebody has eaten something in a dream, it doesn't mean that when he awakes he will be satiated or his hunger would be gone. A vision is also dependent upon its proper interpretation just like the interpretation of a dream.

Obviously a Shaikh is also a human being and he also has his own likes and dislikes, and he is not pure from error, although under protection with Allah-swt's Will, and any error can happen under the human limits even from a shaikh. But Allah-swt never let him do anything that would make the seekers suffer spiritually or otherwise. And even if someone has to sustain a suffering, it is by Allah-swt's Will extended only those who need to suffer. A person who has committed something wrong without the knowledge of shaikh eventually suffers. It's our nature that we somehow do something without the knowledge of our shaikh and later when the sufferings grasp us, we realize that we shouldn't have done that. One of our colleagues from Sarhad was once very anxious and upset. I asked him what has happened to you and he replied that he took some prize bonds from a bank but the prize didn't come out for me and now everything is gone. I asked him that why you did that, because that comes under the terms of gambling which is manifestly forbidden, how did you do that and does Hazrat Jee-rua know about it? He replied that I did it without the knowledge of Hazrat Jee-rua. Such actions against Shariah even without the knowledge of Shaikh eventually let us suffer.

Therefore, remember that if somebody has seen attaining spiritual stations in a vision or in a dream then it doesn't mean that he has attained it; it is an advice from Allah-swt to work hard for attaining such spiritual excellence.

doesn't mean that he has attained those stations in dream or during a vision, it never happens like this. Every task has a particular way of doing it, and without the intentional Attention of Shaikh, nothing can happen. Even if somebody has been given the duty of conducting zikr or certain muraqbat, he himself doesn't have anything; rather it is the Attention of Shaikh which does everything, and as soon as this permission is lifted, he cannot give anybody anything.

Once we were in Holy Makkah, when Mufti Ghulam Samdani-rua, a known scholar and mufti came to Hazrat Jee-rua. Mufti Ghulam Samdani-rua was among the critics of Tasawwuf, but after meeting Hazrat Jee-rua, he was blessed with Fana Fi Rasool-saws. Hazrat Jee-rua was conducting evening zikr and Mufti Samdani-rua was present in the gathering when he was blessed with the vision of the court of the Holy Prophet-saws, he stood and started shouting that, 'Who said it cannot happen, look at it, how it happened?' Later he attained the higher stations of Arsh. Once he asked Hazrat Jee-rua, 'If somebody has his spiritual stations in Arsh or above, is it still possible that deprivation from Attention of Shaikh leaves him wandering hopelessly in the vastness?' Hazrat Jee-rua didn't reply and just asked him to concentrate on his station and try to see where he is standing. He said,"I am standing in a big room where one table is lying in front of me." Hazrat Jee-rua asked him to hold the table and he did. That was all at that time. We completed the zikr and went to our own places. Times passed by and a year passed when the next year's Salanah Ejitma (yearly gathering) started. Mufti Samdani-rua came to Hazrat Jee-rua, I was also present there. He requested Hazrat Jee-rua very humbly that, Hazrat Jee-rua! A year has passed but I could not release the hold of that table I grasped last year. Hazrat Jee-rua smiled and said, " Haven't you let go of that table till now?"

Samdani-rua replied, "No Hazrat Jee-rua, I cannot!". Hazrat Jee-rua said, "I think you must have now learnt how a Shaikh's Attention is vital for the advancement of a seeker." Samdani-rua requested Hazrat Jee-rua that I have completely learnt the matter, but please now help me let go of the table and please help me move forward. Therefore, the work of Majazeen is also dependent upon the Attention of Shaikh, and in the present times terminology, it can be called as a kind of dictatorship. This is a complete dictatorship, where Allah-swt blesses a person (the Shaikh) with such powers where you can't object him, or move forward without his Attention, although the fact is that, a Shaikh always does the things which are according to Allah-swt's Will and Commandments. This office is always given to those who do not do anything for their own selves; rather they always do it for the pleasure of Allah-swt. They are a single soul in command and whatever they say, it happens with Allah-swt's Will. If somebody has been made a Sahib-e-Majaz but later the Shaikh relieves him of his duties, everything regarding conducting zikr and muraqbat to others is taken back in just a single sight. I have observed a

The Difference between Attention of Shaikh and the Barkat

Translated Speech of His Eminence Hazrat Ameer Muhammad Akram Awan

Shaikh Silsilah Naqshbandiah Owaisiah (Dated: July 3rd, 2011)

Salanah Ejtima (Dar-ul-Irfan, Munarah)

Dear brother! Remember that without the Shaikh's intentional attention on the Qalb of the seeker, nobody can attain any Muraqba. Remember that from Qalb to Ahadiyyat, there is a distance of fifty thousand years, and these fifty thousand years distance is in terms of the speed of Ruh or Spirit, not in miles, kilometres or light years. The speed of Ruh and angel is much faster than light and in such a situation if the Ruh travels by its own, it would reach Ahadiyyat in fifty thousand years. The exception to this is the blessing of Allah-swt that somebody has been given the power to travel this distance in fraction of a second. This distance can only be travelled with the Tawajjuh or Attention of the Shaikh. The vastness of this travel can be understood by the fact that between Ahadiyyat and the earth, the whole universe below the heavens include all the planets and stars, then the heavens are seven in number, above the heavens is Sidra-tul-Muntaha and beyond Sidra-tul-Muntaha starts the first Arsh. The Ahadiyyat is like a doorway into the first Arsh, and from Ahadiyyat to the Salik-ul-Majzoobi, the journey expands across the initial stations of the Arsh. Travelling this vast distance in a fraction of a second is only possible with the Grace of Allah-swt and with the help of the Attention of Shaikh. Now if a seeker is not guided by the Shaikh at Ahadiyyat, then the vastness of Ahadiyyat is so enormous that it encircles the seven heavens and the entire universe, and an unguided seeker may wander for ages in a single circle of Ahadiyyat and would not find a way out of it.

The only possibility to cross such enormous vastness is by the Barkat of Shaikh's Attention that he guides the seeker into subsequent stations. Similar is the example of Maei'at, which is encompassing the Ahadiyyat and everything below it. The only way to get into the next station is through the Shaikh's Attention and nothing else, otherwise the seeker might wander for ages. The comprehensive example to understand all this is if someone is being fed some food in a dream, he won't be satiated when he awakens. So if somebody has seen a vision where Shaikh has given him the higher stations, he should consult the Shaikh and ask for the interpretation of his vision, and such visions obviously means that he has been advised to complete the stated task.

If somebody has been given some higher Muraqbat by his Shaikh in vision or in dream, it means that he has been advised to work hard for attaining these stations and not to waste time and energy in the worldly matters.This

evidence presented. If you had any answers you would not flaunt the rules so flagrantly.'

Hazrat Ji-rua interjected and said, 'Mehr Sahib, do not stop him. Leave him to wander away wherever he wants from the topic.'

Towards the end, Maulvi Ismail read the passage that Maulana Abdus Sattar gave him from the famous Shi'a reference book 'Takhlees Shami', omitting the part that was contradicting his stance. The presiding nominees saw the book and affirmed that the passage was being omitted. On being caught out, an infuriated Maulvi Ismail left the stage, pulled the book away and tried to shred it. He could not succeed due to the prompt intervention by Maulana Abdus Sattar Taunsvi but his unreasonable behaviour resulted in the Manazara being adjourned.

The details of this Manazara are preserved in Hazrat Ji-rua's words in 'Al Farooq' 1956-57. It is not possible to reproduce the complete text here. However, on noticing the literary evidence and the manner of argument one is surprised by the high ideals possessed even by the common villagers of those days, who despite differences in religious belief, would listen patiently to the opposing faction's views and displayed tolerance for each other. In contrast, today's 'enlightened era' seems an inverted image of those times.

The Greatness of Hazrat Ameer Mu'awiyah-rau

In one of Hazrat Ji-rua's recorded Jum'ah addresses there is a mention of a Manazara that was held near Abbottabad in some hilly location. The Shi'a faction picked Hazrat Ameer Mu'awiyah-rau's Iman (faith) as the topic for the Manazara. We quote Hazrat Ji-rua's account:

'Once in a hilly location near Abbottabad, the Shi'as held a Manazara on the topic of the Iman of Hazrat Ameer Mu'awiyah-rau and they wrote to Hazrat Maulana Ahmad Shah Bokhari to request me to attend. I collected a lot of evidence, which I have committed to writing, in which I also included a verse from the Holy Quran over which a Manazara took place between Hazrat Abdullah bin Abbas rau and Hazrat Ali-rau. These are two of the greatest personalities for their understanding of the Holy Quran, and that is why certain commentators say that Hazrat Abdullah bin Abbas-rau was a student of Hazrat Ali-rau and learnt the Holy Quran from him. They were great scholars who understood the Holy Quran, for that reason Hazrat Abdullah bin Abbas-rau is called 'Qura' ul Ummat'. Allah swt gifted him with special proficiency to understand the Holy Quran. The conversation between them took place while war was in progress. The Battle of Safeen was fought between Hazrat Ali-rau and Hazrat M'uawiyah-rau. At the time Hazrat Abdullah bin Abbas-rau stated that there was a prediction in the Holy Quran that in the end the government would pass into the hands of Hazrat M'uawiyah-rau and he would be triumphant.

To be Continued

by his usual opponent Maulvi Ismail and the topic under discussion was the subject of the Caliphate. Hazrat Ji-rua instructed his pupil Maulvi Nazir Ahmad Makhdoom to transcribe (note down) the arguments and book references of both parties. As always, in this Manazara too, Hazrat Ji-rua was declared the winner, and as per habit Maulvi Ismail disappeared from there during the night. Early next morning as Hazrat Ji-rua riding on his mare and was leaving Kaloowal for Langar Makhdoom, a group from the losing side was waiting for him, in ambush, near the Sial turning. They attacked him with stakes and axes and tried to encircle him but the headstrong mare broke through the barricade and bolted. Although Hazrat Ji-rua tried his best to restrain it and even though his hands were injured in doing so, the mare stopped galloping only when they had reached Langar Makhdoom. This attack took place in 1955 and although Hazrat Ji-rua was not hurt, his mare sustained severe injuries. Later, a court case was initiated but Hazrat Ji-rua forgave his attackers.

Manazara Bagar Sargana (Abdul Hakim, Kanewal District)

The members of Sargana clan were divided into two religious factions and were desirous of reducing their differences through religious research and verification. For this purpose they held a Manazara on15th October1956 in two sittings. Despite belonging to different religious sects, the supporters sat side by side without fear of any disturbance occuring between them. There was only one stage where the Shi'a and Sunni nominated judges sat presiding over the proceedings. Hazrat Ji-rua was the presiding judge from the Ahle Sunnat whereas Maulvi Ameer Taunsvi was the judge from the Shi'a side. The two nominated speakers were Maulana Abdus Sattar Taunsvi versus Maulvi Ismail, The two Chiefs (Sardars) of the Sargana people, the patrons of the Manazara, were also present on the stage with the judges. The first sitting of the Manazara was held before Zuhr Salah and it opened with the topic of ' Khilafat Bila Fasl' This topic was proposed by Maulvi Ismail and according to the rules of the Manazara, he was obliged to provide proof in favour of his argument. When he failed to satisfy this requirement, he diverted the public's attention by relating facts about the Darood Sharif. When the presiding judges objected, he addressed the public, 'People what else should I speak to you if I don't speak about the Darood Sharif, because there is no difference of opinion regarding Khilafat Bila Fasl. At the second sitting, Maulana Abdus Sattar Taunsvi, in answer to 'Khilafat Bila Fasl' narrated the true facts regarding the succession of the Three Caliphs, supporting his argument with evidence. In the question and answer session that followed, Maulvi Ismail as usual deviated from the topic. So much so, that Mehr Shauq Muhammad Sargana, patron of the Manazara had this to say, 'Maulvi Sahib you have no reply against the

Hayat-e-Javidan Chapter 12

A Life Eternal (Translation)

FATIH AZAM

Manazara Poonch

Hazrat Ji-rua was once invited to speak at a Manazara in Poonch, in a district of Azad Kashmir. Hazrat Ji-rua had never been to this area and the distance was also considerable but on such occasions Hazrat Ji-rua did not give consideration to unfavourable conditions or long distances. After a seven-day journey from Chakrala, he arrived at the venue in Poonch at the time of Asr. He was told that the Shi'a speaker was from Lucknow and the topic chosen for Manazara would be a discussion on the inheritance dispute of 'Bagh e Fadk' and Khilafat Bila Fasl (the supposed usurpation of Hazrat Ali rau's right to be the first Caliph.) These were the customary topics that were contested and discussed in great detail by the debaters of both sides, but the simple minded Muslim audience could not understand the highly intellectual evidence presented, and would forever remain mystified and confused.

Hazrat Ji-rua decided that on this occasion he would not allow any confusion to set in. Noticing the unnecessary insistence by the opposition on the usual topics, Hazrat Ji-rua astutely concluded that the opponent's knowledge was limited to a few memorized speeches, therefore he selected an area in which he knew his opponent's knowledge was zero. The next morning after Fajr when he met with his Shi'a opponents to draw up the parameters of the debate, he asked them: 'What is the definition of Manazara? What is known by a 'Manazara'? When written as an inflection as 'Al-Manazara, this 'Al' could be any of the various 'Al' forms used in grammar, could you explain the syntactic rule governing this 'Al'?'

On his silence when Hazrat Ji-rua kept repeating the question, with great embarrassment he replied in a low voice, 'I do not have any knowledge about this'. Hearing his answer the Shi'a supporters started berating their own speaker, asked Hazrat Ji-rua to excuse them, and in view of his extensive knowledge, withdrew from the Manazara.

Hazrat Ji-rua as usual addressed the public with his reformatory speech.

Manazara Kaloowal, Sargodha

Hazrat Ji rua's Manazara in Kaloowal, Sargodha district, is of great significance because at its termination a murderous attack took place on Hazrat Ji-rua. In this Manazara Hazrat Ji-rua' was faced

فہرست کتب

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ ادارالعرفان منارہ ضلع چکوال

شیخ المکرم حضرت مولانا اللہ یار خان"

1۔ تعارف (اردو)	15.00
2۔ تعارف (انگلش)	20.00
3۔ دلائل السلوک (اردو)	250.00
4۔ دلائل السلوک (انگریزی)	250.00
5۔ حیات النبی ﷺ	30.00
6۔ حیات برزخیہ (اردو)	200.00
7۔ حیات برزخیہ (انگریزی)	40.00
8۔ اسرار الحرمین	80.00
9۔ علم و عرفان (اردو)	25.00
10۔ علم و عرفان (انگریزی)	25.00
11۔ عقائد و کمالات علمائے دیوبند	30.00
12۔ سیف اویسیہ	35.00
13۔ تفسیر آیات اربعہ	40.00
14۔ الدین الخالص	200.00
15۔ ایمان بالقرآن	120.00
16۔ تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین	200.00
17۔ تحقیق حلال و حرام	40.00
18۔ شکست اعدائے حسینؓ	35.00
19۔ داماد علیؓ	20.00
20۔ بعثت رسول ﷺ	15.00
21۔ الجمال والکمال	25.00
22۔ حیات طیبہ اول	600.00
23۔ حیات طیبہ دوئم	500.00

حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

1۔ غبار راہ اول	150.00
2۔ غبار راہ دوئم	100.00
3۔ ارشاد السالکین اول	40.00
4۔ ارشاد السالکین دوئم	25.00
5۔ لطائف اور تزکیہ نفس	15.00
6۔ دیار حبیب میں چند روز	20.00
7۔ نور و بشر کی حقیقت	15.00
8۔ کنز الطالبین	200.00
9۔ راہی کرب و بلا	20.00
10۔ رموز دل	60.00
11۔ حضرت امیر معاویہؓ	35.00
12۔ طریق نسبت اویسیہ	250.00
13۔ تعلیمات و برکات نبوت	200.00
14۔ خطبات امیر	120.00
15۔ کنوز دل	250.00

حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی (تفسیر قرآن)

1۔ اسرار التنزیل (اردو)	2300.00
چھ جلدوں میں (فی سیٹ)	
2۔ اسرار التنزیل (انگلش)	2000.00
پانچ جلدوں میں (فی سیٹ)	
3۔ اکرم التفاسیر (زیر طبع)	
جلد اول۔ دوم۔ سوم	
(فی جلد)	270.00
(جلد چہارم)	370
(جلد پنجم)	300
(جلد ششم)	350
(جلد ہفتم)	470

پروفیسر حافظ عبدالرزاق صاحب"

1۔ انوار التنزیل	25.00
2۔ چراغ مصطفوی ﷺ	35.00
3۔ اطمینان قلب	60.00
4۔ تصوف و تعمیر سیرت (اردو)	60.00
5۔ تصوف و تعمیر سیرت (انگریزی)	120.00
6۔ کس لئے آئے تھے (اردو)	25.00
7۔ کس لئے آئے تھے (انگلش)	25.00
8۔ بزم غم	40.00
9۔ عظمت صحابہؓ	10.00
10۔ ذکر الٰہی (اردو)	15.00
11۔ تلاشیں	25.00
12۔ مغالطے	30.00
13۔ غور کریں	20.00
14۔ قرآن فہمی اور دعوت و تبلیغ	15.00
15۔ اخلاق اور ہماری زندگی	25.00
16۔ وسواس	20.00
17۔ خدایا ایں کرم بار دگر کن	25.00
18۔ تصوف کی پہلی کتاب	50.00
19۔ تصوف کی دوسری کتاب	70.00
20۔ تصوف برائے انٹرمیڈیٹ	100.00
21۔ دینی رسائل	25.00
22۔ اسلامی تہوار	10.00

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

1۔ ہشت روزہ کورس	100.00
2۔ سہ ہفتہ کورس	150.00
3۔ شش ہفتہ کورس	200.00
4۔ پیشین گوئیاں	15.00
5۔ اسلام اور تہذیب جدید (اردو)	120.00
6۔ اسلام اور تہذیب جدید (انگریزی)	120.00
7۔ طریق السلوک فی آداب الشیوخ	300.00

ملنے کا پتہ

اویسیہ کتب خانہ، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

فون 04235182727

November 2011

ZilHaj 1432 A.H

MONTHLY

Al-Murshid

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

Indeed he is successful who purified himself,recited the name of his Rabb and offered prayers

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ

(سنن ابی داؤد، باب فی الرجل یذکر اللہ تعالی غیر طہر)

Hazrat Aisha (R.A.U) said that the Holy Prophet (S.A.W) Practiced Zikr in every moment of his noble life.

If prayers are maintained These ensure uprightness in dealings. If prayers are neglected it leads to unfairness in dealings.

Hazrat Sheikh ul Mukaram
Ameer Muhammad Akram Awan MZA

MONTHLY AL-MURSHID PS/CPL # 15
17-AWASIA SOCIETY-COLLEGE ROAD, TOWN SHIP LAHORE